علم وفن کا حسیں گلستاں پاسباں ؛ہے ہمارے لئے حرز جاں پاسباں

(فیضان احمد اعظمی) .

اکتوبر 2020

پاسبانی تراشے

جمع و ترتیب

مسعود اعجازی اورنگ آبادی ممبر پاسبان علم وادب

نام کتابچہ	:	پاسبانی، تراشے
جمع و ترتیب	:	مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی
صفحات	:	ایک سو چار (104)
اشاعت	:	اکتوبر / 2020 /
ترتیب و تزئین	:	مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی
موبائل نمبر	:	(+91) 7387127358

فہرست مضامین

بقلم :- مولانا عبداللہ خالدؔ قاسمی خیر آبادی

نہ کوئی ماہ وَش ایسا ،نہ کوئی مہ جبیں ایسا
سراپائے شہِ کون و مکاں ہے دل نشیں ایسا

وہ اس دنیا میں رہبر ہیں شفیعِ روزِ محشر ہیں
بجز ختم الرسل کوئی نبی آیا نہیں ایسا

مکمل ضابطہ ہے زندگی کے گوشے گوشے کا
بفیضِ مصطفیٰ ہم کو ملا دینِ متیں ایسا

جو قابو پا کے لا تثریب کا مژدہ سناتا ہو
کوئی فاتح زمانے میں نہیں ایسا، کہیں ایسا

سرِ محشر کہیں سرکار خالدؔ کو یہ میرا ہے
نصیبہ کردے میرا اے الٰہ العالمیں! ایسا

حرفے چند

بقلم :- مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی

الحمدللہ !

پاسبانی تراشے ماہ اکتوبر 2020 پیش خدمت ہے،۔۔۔۔

اس ماہ کے تراشے! میں آپ پڑھ سکتے ہیں، معلومات سے بھرپور مختلف ادبی سفر نامے، خصوصاً مفتی اظفر زبیر صاحب کا مصر کا سفر نامہ، اسکے علاوہ مولانا عبد القدیر باقوی صاحب کا ایک مضمون قضاء وقدر کے عنوان سے، اس طرح پاسبانی احباب کے انمول موتی اور علاج معالجہ کے حوالہ سے مفید مشورے، اسکے علاوہ اور بھی بہت کچھ، آپ نے فہرست دیکھ کر اندازہ لگا ہی لیا ہوگا۔۔۔!وہ

ہم نے کوشش کی ہے اس رسالے کو خوب سے خوب تر بنانے کی

مزید کے لئے آپ کی قیمتی آراء کا انتظار رہے گا۔۔۔۔

آپ کی دعاؤں اور مفید مشوروں سے ہمیں حوصلہ ملتا ہے۔۔

اس ماہ کے تراشے کی تاخیر کے لئے بندہ معزرت خواہ ہے۔۔

العبد مسعود اعجازیؔ اورنگ آبادی

تمہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے!

بقلم :- مولانا شفیق قاسمی اعظمی●

پاسبان علم وادب کے تمام معزز ممبران اگر پاسبانی ہدایات میں موجود اصول و ضوابط پر ایک پھر نظر کرم فرما لیں تو انھیں اس گروپ میں پوسٹس بھیجنے کا نہ صرف معیار معلوم ہو جائے گا۔

بلکہ وہ یہ بھی جان لیں گے کہ یہ ضروری نہیں یہاں ارسال کردہ پوسٹ ہر ممبر یا قاری کی پسندیدہ ہو۔

آپ میں سے کئی شاعری کے دلدادہ ہیں اور شاعری کے بھی

کئی انداز ہیں۔

اسی طرح کئی کو نثر میں دلچسپی ھے تو نثر بھی ایک کھلا آسمان ھے ۔

ہر ممبر کو اختیار ہے کہ وہ اپنی پسند سے متعلق پوسٹ شیئر کرے مگر گروپ کے اصول و قوانین کے مطابق ، اسی طرح گروپ میں موجود بے شمار پوسٹس میں سے اپنی پسند کی پوسٹ پر مناسب کمنٹ لکھے جو اس کی شخصیت کی آئینہ دار ہو۔

اگر کہیں تصحیح کی گنجائش ہو تو اس طرح درستی کی جائے کہ پوسٹ کرنے والا شرمندہ نہ ہو کیونکہ بعض ممبران

،،چاقو چھری تیز کرکے آنے والا،،

انداز اختیار کر لیتے ہیں۔

اپنے رویے سے ممبران پر اپنی علمی قابلیت کی دھونس جمانا مناسب نہیں کیونکہ یہاں ہر

● مؤسس پاسبان علم و ادب

ممبر اعلی درجے کے علم سے آراستہ نہیں ہے اور اردو یا کسی اور موضوع میں Phd کر کے بھی نہیں آیا یا وہ اردو دان بھی نہیں۔
صرف علمی پیاس اور اس گروپ کی چاہت اسے یہاں لائی ہے۔
ممبران سے التماس ہے کہ علمی پیاس بجھانے اور افادہ و استفادہ کی غرض سے اس گروپ کا حصہ بنیں اور دیگر ممبران کو مرعوب نہیں بلکہ مرغوب بنکر رہیں تاکہ کسی بھی ممبر کا استحقاق مجروح نہ ہونے پاے ۔

وہ تمام ممبران جو گروپ کا حصہ اس لیے بنے کہ ان کی گھر میں یا دوست و احباب میں سنی نہیں جاتی اور وہ دل کی بھڑاس کسی شخصیت اور شخصیت ساز اداروں کو کچھ کہہ کر نکالنا چاہتے ہیں تو ایسا اس گروپ کا ماحول نہیں ہونا دیا جاے گا۔
کسی بھی ممبر سے کمنٹس میں بلا وجہ الجھنے یا بحث و تکرار (جو ادبی،اخلاقی زمرے میں نہ آتی ہو) کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔
صرف یہ کہہ کر کہ آپ کی رائے سے متفق ہونا مجھ پر لازم نہیں اور پھر جوتے چپل سمیت اگلے ممبر پر حملہ آور ہو جانا قطعی نا پسندیدہ عمل ہے۔

اکثر پوسٹس پر کمنٹس بند کر دیئے جاتے ہیں اس کی وجہ پوچھے گئے سوال کا مناسب جواب موصول ہو جانا ہوتا ہے۔ مگر کچھ ایسی پوسٹ جو کسی بھی ممبر کی دل آزاری کا باعث بنیں جیسے مذہبی، مسلکی، ملکی معاملات ان کو گروپ انتظامیہ وارننگ کے بعد ڈیلیٹ کرنے کا اختیار استعمال کرسکتی ہے۔

حرف آخر!

الفاظ آپ کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔۔ کسی پر پتھر کی طرح برسائیں گے تو سامنے والا بھی آپ پر پھول نہیں پھینکے گا۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں!

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

آپ کا خیر خواہ:

شفیق قاسمی اعظمی

29/09/2020

یہ اولیاء اللہ ہیں

بقلم :- مفتی یاسر قاسمی مبارکپوری

مدرسوں اور مسجدوں کی ملازمت کرنے والے اولیاء اللہ ہیں، جنھوں نے مادیت کے اس دور میں قلیل تنخواہ پر اکتفا کیا اور مجاہدے کے ساتھ استقامت بھری زندگی گذار رہے ہیں، ان کا اکرام واعزاز امت پر واجب ہے، ان کی عزت کو کبھی ٹھیس نہ لگنے پائے، ان کے قلب صافی کو کبھی مجروح نہ ہونے دیا جائے، ان کو سر پر بٹھا کر ناز برداری کی جائے، یہی ہماری سعادت اور نصیبہ وری ہے، یقینا یہ گناہوں سے لت پت دنیا میں دین کے معمار اور دینی ستونوں کو اٹھانے والے قدسی صفت بندے ہیں، جن کا فکر فلاح امت ہے، جن کا غم رضائے الٰہی ہے، اور وہ اپنی اسی دھن میں مست ہیں، خدارا ان کا دھیان بھٹکنے نہ دیا جائے، ان کے افکار کو منتشر ہونے نہ دیا جائے۔

یہ عاشق رسول نہیں گستاخ رسول ہیں

بقلم :- مولانا شیخ محمد خالد اعظمی ●

نام نہاد عاشقین رسول صلی اللہ علیہ وسلم جشن میلاد النبی کے پردے میں کیا کیا گل کھلاتے ہیں
بڑے شہروں میں رہنے والے بخوبی واقف ہونگے
میں نے ممبئ میں دیکھا ہر طرف رنگ برنگی جھنڈیاں ہرے رنگ کے بڑے بڑے بینر جس پر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ لکھا ہوتا ہے لہراتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بارہ ربیع الاول کے بعد وہی سڑکوں پر ادھر ادھر پڑے رہتے ہیں کیا یہ اللہ اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کی بے ادبی نہیں ہے؟
راستے گلیاں اور ان کی مسجدیں لائٹنگ اور قمقموں سے آراستہ ہوتی ہیں ساتھ ہی ہر طرف ڈی جے پر میوزک کیساتھ نظم خوانی کا سلسلہ رہتا ہے یہاں تک کہ نماز کے اوقات میں بھی ان کا ڈی جے بند نہیں ہوتا.... اور جلوس کے وقت راستوں پر چلنا مشکل ہوجاتا ہے.
مرد و زن باہم ساتھ ساتھ ہوتے ہیں اس دن ان کی نمازیں معاف ہوجاتی ہیں ویسے بھی یہ نام نہاد عشاق نمازوں کے پابند نہیں ہوتے..انھیں صرف لذت کام و دہن کیلئے حلوے مالیدے اور بریانی چاہیے
جگہ جگہ اسٹیج لگے ہوتے ہیں جہاں ایک سے ایک پیشہ ور مقرر کم جوکر زیادہ گدھوں کی طرح چیخ چیخ کر گلے پھاڑ رہے ہوتے ہیں. یہ سلسلہ ایک دو روز نہیں پورے بارہ دن چلتا ہے جیسے شیعوں کے یہاں محرم شروع ہوتے ہی رونا دھونا چالو ہوجاتا ہے

ان نام نہاد عاشقین کے یہاں ربیع الاول آتے ہی چیخنا چلانا شروع ہوجاتا ہے عنوان سیرۃ النبی اور ولادۃ النبی صلی اللہ علیہ کا ہوتا ہے لیکن ان کے پیشہ ور مقررین ساری بھڑاس دیوبندیت اور وہابیت پر نکالتے ہیں.

اگر صرف اتنا ہی ہوتا تو شاید برداشت کرلیا جاتا لیکن خرافات کی انتہا یہ ہے کہ یہ جاہل اب عیدین کی طرح عید میلاد النبی کی بھی نماز پڑھنے لگے مسجدوں میں آکر جاہل پوچھتے ہیں عید میلاد النبی کی نماز کتنے بجے ہے

اسی پر بس نہیں صبح کے وقت کہیں کہیں ان کے ڈی جے سے بچے کی رونے کی آواز بھی آتی ہے گویا یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی پیدائش ہورہی ہے

نعوذ باللہ من ذالک

جب دل و دماغ پر جہالت و ضلالت ، بدعت و خرافات کی مہر لگ جاتی ہے تو یہ لوگ دین سمجھ کر ایسے ہی امور انجام دیتے ہیں..

جسے دیکھ کر ان کی جہالت و بدعت پر رونا آتا ہے..

عشق نبی کے پردے میں گستاخی رسول صلی اللہ علیہ و سلم کا اس سے بڑا اور ثبوت کیا ہو گا.

اللہ انھیں ہدایت دے.....

شیخ محمد خالد اعظمی .

ترجمان پاسبان علم و ادب

مقصد زندگی

بقلم :- مولانا ولی اللہ مجید قاسمی۔

قدرت کا قانون ہے کہ جو چیز جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے اگر وہ اس کے لئے کار آمد ہے تو باقی رکھی جاتی ہے ورنہ ختم کر دی جاتی ہے ۔ مسلمانوں کا مقصد وجود لوگوں کو فائدہ پہونچانا اور ان کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچاناہے ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ

(مسلمانو) تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لیے وجود میں لائی گئی ہے، تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور رسول اکرم ﷺ کی پوری زندگی نفع رسانی ، خدمت خلق اور انسانیت نوازی سے عبارت تھی چنانچہ غار حراء سے واپسی پر جب بار نبوت کی وجہ سے آپ نے اپنی جان کے لئے اندیشہ محسوس کیا تو حضرت خدیجہ کا برجستہ جواب تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کریگا کیونکہ:

آپ رشتوں کو جوڑتے اور رشتے داری کا پاس و لحاظ رکھتے ہیں ، بیکسوں کا بوجھ اپنے سر لے لیتے ہیں ، ناداروں کے لئے کماتے ہیں ، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

اور جو لوگ اسلام قبول کرتے وہ بھی آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے چنانچہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مشرکوں کی ایذا رسانیوں کی وجہ سے مکہ سے ہجرت کے لئے نکلے تو ابن دغنہ نامی ایک مشرک نے کہا آپ جیسے لوگوں کو نکالا نہیں جاسکتا اور پھر اس نے ان کی وہی خوبیاں شمار کرائیں جو حضرت خدیجہ نے رسول کریم ﷺ کی بیان کی تھیں۔

اور ان خوبیوں کے ساتھ ہمارے اسلاف جہاں بھی گئے وہاں کے لوگوں کی آنکھوں کا تارہ بن گئے اور الفت و محبت ، انسانیت نوازی اور خدمت و نصیحت کے ذریعے دلوں پر حکومت کرنے لگے اور وہاں کے لوگوں نے اپنے یہاں رہنے اور بس جانے پر مجبور کر دیا۔

اس کے برعکس آج مسلمان جہاں بھی اقلیت میں ہیں وہاں کے لوگوں کی نگاہوں میں کانٹے کی طرح چبھ رہے ہیں اور وہ انھیں وہاں سے نکال باہر کرنے کے لئے کوشاں ہیں ، اس کے بعض دوسرے عوامل بھی ہوسکتے ہیں لیکن اس کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے اپنی زندگی کے مقصد کو نظر انداز کر دیا ہے اور وہ دوسروں کے لئے جینے کے بجائے خود کے لئے جیتے ہیں اور اپنی کوتاہیوں کو دوسروں کی سازش کے ہینگر پر لٹکا کر سو جاتے ہیں ۔

ضرورت اس بات کی ہے وہ اپنے مقصد وجود کو جانیں اور انسانوں کے لئے نفع رساں اور انسانیت کے لئے نجات دہندہ بن کے زندگی گزاریں اور خود کو ہنگامہ خیز سیاست اور پرشور قیادت سے دور رکھیں۔

اللہ تعالی کی قضاء وقدر میں تبدیلی ناممکن ہے

بقلم :- مولانا عبدالقادر فیضان بن اسماعیل باقوی

الحمدلله، والصلوة والسلام علی رسول الله ومن والاہ.

اللہ عزوجل کی قضاء وقدر پر ایمان رکھنا ایمان کا ایک حصہ ہے اور یہ ارکانِ ایمان کا ایک رکن ہے۔

تقدیر خواہ اچھی ہو کہ بری، اسپر ایمان رکھنا ہر اہلِ ایمان پر فرض ہے، اسلیے کہ یہ ایمان کا بنیادی رکن ہے۔

مقادیر کو اللہ جلت عظمتہ نے تخلیقِ مخلوقات سے بہت پہلے یعنی پچاس ہزار سال قبل پیدا فرما رکھا ہے اور اسمیں کبھی کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔ کوئی انسان خواہ وہ کتنے ہی بلند درجہ والا کیوں نہ ہو اسکو بدل نہیں سکتا، ولی ہو ؛ صحابی ہو کہ کوئی نبی۔

دراصل اس موضوع کے منتخب کرنے کا محرک وہ ویڈیو بنا ؛ جسمیں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کوئی ولی ایک انسان کی تقدیر پلٹ سکتا ہے۔(العیاذ باللہ) اور یہ کہ توبہ کرنے کیلیے درگاہ میں جانا چاہیے۔(نعوذ باللہ، لوگوں کو گمراہ کرنے کی انتہاء۔)

کیا توبہ کرنے کیلیے بیت اللہ سے بہتر کوئی اور جگہ ہوسکتی ہے؟؟؟ یہی وجہ ہے کہ اس وہم اور عقیدہ کو توڑنے کیلیے خصوصی طور پر آج ہم نے اس عنوان کا انتخاب کیا ہے تاکہ مسلمانوں ؛ خصوصا نوجوانوں پر یہ بات واضح ہوجائے کہ لکھی گئی تقدیر کبھی پلٹ نہیں سکتی ۔ ارے تمام انبیاءِ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے سردار خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ پر اور اسطرح تمام لوگوں پر یہ بات واضح فرمائی ہے کہ کسی کی بھی کوشش سے

مُقدَّرَاتْ نہیں بدلتے، یہ اٹل ہوتے ہیں، حتی کہ انبیاء کرام بھی نہیں، چہ جائیکہ کوئی ولی۔

برادرانِ اسلام ! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اولیاءِ کرام کے رتبے بڑے اونچے ہوتے ہیں، لیکن پھر بھی(غیر صحابہ) کوئی بھی اللہ کا دوست صحابہ کے مراتب کی برابری نہیں کرسکتا۔ ان تمام کے اپنے اپنے حدود ہیں جن سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتے، اللہ کی لکھی گئی تقدیر کو پلٹانے کی انمیں قدرت نہیں ۔

جب یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ جل شانہ کی تقدیر اٹل ہے، اسکو بدلا نہیں جاسکتا ، تو بطورِ دلائل چند احادیث درج کر رہے ہیں۔

1:: سیدنا عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا: ﴿کَتَبَ اللهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَآئِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ سَنَةٍ﴾ قَالَ: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ : اللہ نے مخلوقات کی تقدیروں کو آسمانوں اور زمین(وں)کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے پیدا فرمایا﴾ کہتے ہیں:(بظاہر تو راوی ہی لگتے ہیں، ہوسکتا ہے انہوں نے حدیث کو ہی آگے کہا ہو، جیسا کہ الفاظ ظاہر کررہے ہیں۔) ﴿اور اُس(اللہ) کا عرش(اُسوقت) پانی پر تھا﴾ ۔ {مسلم}

2:: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿كُلَّ شَيْئٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْس : یہاں تک کہ عجز(بے بسی، مجبوری، کمزوری) اور ذکاوت(ہوشیاری، عقلمندی) بھی﴾ ۔{مسلم} اسی طرح

بخاری نے اس حدیث کو " خلق افعال العباد " کے عنوان سے، اور مالک نے بھی موَطا میں روایت کی ہے۔

3:: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک روز وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے(سواری پر) بیٹھے سوار تھے، تب آپ _ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم _ نے فرمایا: 《لڑکے ! میں تجھے چند کلمات سکھاتا، تو اللہ(کے احکامات وغیرہ) کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت کریگا، اللہ کی حفاظت کر، تو اُسے اپنے سامنے پائیگا، اور جب تو کچھ مانگ تو اللہ ہی سے مانگ، اور جب تو(کسی قسم کی) مدد طلب کر تو اللہ ہی سے مدد طلب کر ، اور جان لے ! پوری امت بھی اگر تجھے کوئی فائدہ پہونچانے کیلیے جمع ہوجائے تو وہ تجھے کسی بھی چیز کا فائدہ نہیں پہونچا سکتے؛ مگر اسی چیز کا جسکو اللہ نے تیرے لیے لکھ دی ہے، اور اگر وہ اس بات پر جمع ہوجائیں کہ تجھے کسی قسم کا کوئی نقصان پہونچائیں تو وہ تجھے کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتے، قلم اٹھائے گیے ، اور صحیفے سوکھ گیے》 ۔(یعنی تقدیریں لکھی جاچکی ہیں، انہیں بدلا نہیں جاسکتا۔){احمد}

4:: سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 《 اِنَّ اللہ عزوجل فَرَغَ اِلَی کُلِّ عَبْدٍ مِنْ خَلْقِهِ مِنْ خَمْسٍ : مِنْ آَجَلِهِ ، وَعَمَلِهِ ، وَمَضْجَعِهِ ، وَاَثَرِهِ ، وَرِزْقِهِ: اللہ عزوجل اپنی مخلوقات کے ہر بندہ کی پانچ چیزوں سے فارغ ہوا: اسکے وقتِ مقررہ(موت) سے، اسکے عمل سے، اسکے مَضْجَع(لیٹنے کی جگہ، بستر، غالبا اس سے مراد اسکی بیماری ہے۔) سے، اسکے اَثَرْ(نتیجہ) سے اور اسکے رزق سے》 ۔{احمد}

5:: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 《 آدم وموسی(علیہما الصلوۃ والسلام) نے اپنے رب کے پاس ایکدوسرے کے خلاف(اپنا) احتجاج درج کیا،(اپنی اپنی دلیلیں رکھیں۔) آدم نے موسی پر دلیلیں پیش کیں تو موسی نے کہا: آپ تو وہ آدم ہیں جنکو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا، آپ میں اپنی روح پھونکی، اپنے فرشتوں سے آپ کیلیے سجدہ کروایا، اور آپ کو اپنی جنت میں ٹھہرایا، پھر آپ نے اپنی غلطی کے سبب سے لوگوں کو زمین پر اتارا ؟ آدم نے کہا: آپ وہ موسی ہیں جنکو اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے واسطے منتخب کیا، آپ کو وہ تختیاں عطا فرمائیں جنمیں ہر چیز کا بیان تھا، اور آپ کو نجات دیکر اپنا مقرب بنایا، میرے پیدا کیے جانے سے کتنے(عرصہ) پہلے آپ نے تورات کی کتابوں میں اللہ کو(میری تقدیر بناتے ہوئے) پایا؟ موسی نے کہا: چالیس سال پہلے ۔ آدم نے کہا:(پوچھا:) کیا آپ نے اسمیں ۔ وَعَصَىٰٓ ءَادَمُ رَبَّهُۥ فَغَوَىٰ : اور آدم نے اپنے پروردگار(کی بات نہ مان کر) غلطی کی، سو وہ راہِ راست سے بھٹکا {س، طہ، 121} پایا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں ! تو کیا(پھر) آپ مجھپر اس کام کی وجہ سے ملامت کرینگے جسکو اللہ نے میرے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے لکھ دیا تھا کہ وہ کام میں کرونگا؟》 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 《 سو آدم موسی(علیہماالصلوۃ والسلام) سے دلیل میں آگے ہوگیے》 {مسلم}

6:: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے حدیث بیان فرمائی ہے، آپ صادق مصدوق ہیں: 《 بیشک تم میں سے ہر ایک کی خلقت(پیدائش) کو اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ کی حالتمیں جمع کیا جاتا ہے، پھر وہ اتنے ہی دن علقہ کی حالتمیں ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن مضغہ کی حالتمیں،(یعنی کُل ایک

سو بیس دنوں(تقریبا چار ماہ) ایک انسان اتنی حالتوں سے گزرتا ہے۔) پھر اسکی طرف اللہ ایک فرشتہ کو چار کلمے دیکر بھیجتا ہے، پس(تب) اسکے عمل، اسکی موت، اسکے رزق اور اس بات کو لکھا جاتا ہے کہ وہ برے نصیب والا ہوگا یا اچھے نصیب والا، پھر اسمیں روح پھونکی جاتی ہے، سو قسم ہے اُس ذات کی جسکے علاوہ کوئی اور معبود نہیں؛ کہ تم میں سے کوئی اہلِ جنت کا عمل کرتا ہے؛ حتی کہ اسکے اور جنت کے درمیان بس ایک ذراع(ڈیڑھ فٹ) کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اُسپر کتاب(لکھی ہوئی تقدیر) آگے بڑھتی ہے؛ سو وہ جہنم والوں کا کام کرنے لگتا ہے اور اسمیں داخل ہوجاتا ہے، اور بیشک تم میں سے کوئی اہلِ جہنم کا کام کرنے لگتا ہے؛ حتی کہ اُس(آدمی) کے اور اُس(جہنم) کے درمیان بس ایک ذراع ہی کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اسپر کتاب آگے بڑھتی ہے، سو وہ اہلِ جنت کا کام کرنے لگتا ہے اور اسمیں داخل ہوجاتا ہے》 ۔

7:: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: یارسول اللہ ! میں ایک نوجوان آدمی ہوں، اور میں خود پر زنا کا ڈر رکھتا ہوں، نیز میں وہ خرچ نہیں پاتا ہوں کہ جس سے میں عورتوں سے شادی کر سکوں، گویا آپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے،(تاکہ اس سے شہوت دَمُ توڑ جائے،) کہتے ہیں: آپ _ صلی اللہ علیہ وسلم _ خاموش رہے، میں نے پھر اسی طرح پوچھا، آپ پھر بھی خاموش رہے، پھر میں نے اسیطرح کا سوال کیا، آپ پھر خاموش رہے، پھر میں نے آپ سے(چوتھی بار) پوچھا، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ ! جو چیز تم سے ملکر رہنی والی ہے اسپر سے قلم سوکھ چکا ہے،(یعنی تمہاری تقدیر دوبارہ لکھی جانے والی نہیں ہے،) اگر تم چاہو تو اسپر خصی کرلو، یا چھوڑدو》 ۔{بخاری} یعنی خصی نہ کرو، یعنی جو کچھ

ہوا یا ہونے والا ہے وہ تو ہمیشہ کیلیے تمہاری تقدیر میں لکھا جاچکا ہے، تب تمہارے خصی کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔

تو ان تمام احادیث سے ثابت ہوگیا کہ لکھی گئی تقدیر کے سلسلہ میں انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بھی سرِ تسلیم خم کر رہے ہیں، چہ جائیکہ کوئی ولی یا صحابی، لہذا ہم تمام کو یہ بات ماننے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں کہ تقدیر کو کسی بھی طرح بدلا نہیں جاسکتا، اور جو ہمیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکی قسمت میں کچھ نہیں تھا پھر یہ کہاں سے حاصل ہوا؟ دراصل وہی اسکی تقدیر ہے جو کسی نہ کسی بہانے اسکی مقدر بن جاتی ہے، خواہ جس بہانے سے بھی ہو۔

اللہ تعالی ہم تمام پر اسکی تقدیر پر پوری طرح بھروسہ رکھنے والا بنائے۔

فقط: عبدالقادر فیضان بن اسماعیل باقوی۔

۱۲ ربیع الاول ۱۴۴۲ ہ موافق ۲۹/۱۰/۲۰۲۰.

عظمت عمر رضی اللہ عنہ کے تابندہ نقوش

بقلم :- مولانا عبید اللہ شمیم قاسمی

خلیفہ راشد دوم سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام بلکہ تاریخ انسانیت کی چند عظیم ترین شخصیات میں سے ہیں، اسلام کی رفعت وسربلندی کی تاریخ افروز داستانیں ان کے نام کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں، ان کی عظمت وعبقریت کے بیشمار پہلو ہیں جنہیں اجاگر کرنے کی کوشش ہر دور کے مصنفین نے کی ہے۔

ذیل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے کچھ گوشوں کی طرف روشنی ڈالنے کی ایک کوشش کی گئی ہے:

نام:- عمر بن الخطاب بن نُفیل بن عبد العزي أبو حفص۔

آپ کی پیدائش واقعہ فیل کے 13/ سال بعد ہوئی، شروع میں اسلام اور حضور ﷺ کے سخت ترین مخالف تھے، ان کے اسلام لانے کے واقعہ کو (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے نکلنا، راستے سے لوٹ کر اپنی بہن کے گھر جانا، بہن اور بہنوئی کو لہو لہان کرنا، پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری) ابن ھشام نے اپنی کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

قبول اسلام :- خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیئے، وہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے شدید ترین مخالفین میں سے تھا، پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں صفا کے مقام پر ایک گھر میں حاضر ہوکر ان کے سامنے بیٹھ گیا، رسول اللہ ﷺ نے میرا گریبان پکڑ کر فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! اسلام قبول کرلو، الہی اسے ہدایت عطا فرما، میں نے فورا

کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ سن کر مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا، جو مکہ مکرمہ کے اطراف میں سنا گیا۔

كنت من أشدّ الناس على رسول الله ﷺ، قال: فأتيتُ النبي ﷺ في دار عند الصفا، فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: فَأَخَذَ بِمَجْمَعِ قَمِيصِي فَجَبَذَنِي إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: " أَسْلِمْ يَابْنَ الْخَطَّابِ، اللَّهُمَّ اهْدِهِ"، قَالَ: قُلْتُ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، فَكَبَّرَ الْمُسْلِمُونَ تَكْبِيرَةً، سُمِعَتْ بِطُرِقِ مَكَّةَ. (أسد الغابة: 141/4)

فاروق کی وجہ تسمیہ:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ* فرماتے ہیں کہ قبول اسلام کے بعد میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں خواہ جئیں یا مریں؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم حق پر ہو خواہ مرو یا جیو، تب میں نے عرض کیا کہ پھر چھپنا کیسا؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ ضرور باہر نکلیے، چنانچہ ہم ان کو لے کر دو قطاروں میں باہر نکلے، حمزہ رضی اللہ عنہ ایک قطار اور میں دوسری قطار میں تھا، اور یوں گرد اڑاتے ہوئے ہم مسجد میں داخل ہوئے، قریش نے میری طرف اور حمزہ کی طرف دیکھا، ان کو ایسا دھچکا لگا کہ ایسا پہلے کبھی نہ لگا تھا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے *فاروق* کا لقب دیا، اللہ تعالی نے حق اور باطل کے درمیان فرق پیدا کر دیا۔

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ إِنْ مُتْنَا وَإِنْ حَيِينَا؟ قَالَ: «بَلَى وَالَّذِي

نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ عَلَى الْحَقِّ إِنْ مُتُّمْ وَإِنْ حَيِيتُمْ»، قَالَ: فَقُلْتُ: فَفِيمَ الِاخْتِفَاءُ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَتَخْرُجَنَّ، فَأَخْرَجْنَاهُ فِي صَفَّيْنِ، حَمْزَةُ فِي أَحَدِهِمَا، وَأَنَا فِي الْآخَرِ، لَهُ كَدِيدٌ كَكَدِيدِ الطَّحِينِ، حَتَّى دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ، قَالَ: فَنَظَرَتْ إِلَيَّ قُرَيْشٌ وَإِلَى حَمْزَةَ، فَأَصَابَتْهُمْ كَآبَةٌ لَمْ يُصِبْهُمْ مِثْلُهَا، *فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ الْفَارُوقَ،* وَفَرَّقَ اللهُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ

"۔ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء (40/1)۔

سیدنا عمر رضي الله عنه* کا اسلام گویا ایک ناگہانی زلزلہ بن کر مکہ کی وادیوں میں آیا تو سارا قبیلہ قریش انگشت بدنداں رہ گیا، سب کو بڑا زبردست جھٹکا لگا، جب اس جھٹکے اور سانحہ کے اثرات سے وہ باہر آئے تو اس کا رد عمل یہ ہوا وہ اس دین کے استیصال کے لیے اپنی تمام ممکنہ کوششوں میں مصروف ھوگئے۔ حضرت عمر نبی کریم ﷺ کی مراد تھے اور آپ کا اسلام نبی کریم ﷺ کی اس دعا کی قبولیت کا ثمرہ تھا جو آپ نے مانگی تھی۔

* سنن ترمذی کی* روایت میں ہے: اے اللہ! ان دونوں (ابو جہل اور عمر بن الخطاب) میں سے محبوب شخص کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما"۔

اللهم أعزّ الإسلام بأحب هذين الرجلين إليك: بأبي جهل أو بعمر بن الخطاب". أخرجه الترمذي برقم (3681)، وقال: حسن صحيح.

سنن ابن ماجہ (حدیث نمبر: 105) میں ہے:"اللهم أعزّ الإسلام بعمر بن الخطاب "

خدایا! اے اللہ عمر بن الخطاب کے ذریعہ دین اسلام کو غلبہ عطا فرما۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو ایک خاص عزت اور قوت حاصل ہوئی۔ اور اللہ نے انہیں عزت عطا فرمائی۔ اور مسلمانوں کے احوال بدل گئے۔ بہت سی روایات اس سلسلے میں وارد ہیں، جس میں ہے کہ ان کے اسلام لانے سے اسلام کو نصرت ملی، امام بخاری نے روایت کیا ہے: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد ہمیشہ معزز رہے۔

عن ابن مسعود: "ما زلنا أعِزَّةً منذ أسلم عمر". (3684)۔

نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عمر کا اسلام لانا یہ فتح تھی، اور ان کا ہجرت فرمانا یہ نصرت تھی، اور ان کی امارت(خلافت) یہ رحمت تھی، بعض روایات میں امارت کے بجائے امامت کا لفظ وارد ہوا ہے، ہم لوگ خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر اسلام لائے، جب وہ اسلام لائے تو قریش سے قتال کیا یہاں تک کہ انہوں نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ (سیرت ابن ھشام 1/342).

جب حضرت عمر رضي اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تو اب وہ موقعہ آچکا تھا کہ حق وباطل کا فرق واضح کردیا جائے۔

حضرت صہیب رومی رضي اللہ عنہ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضي اللہ عنہ اسلام لائے تو اسلام ظاہر ہوگیا اور لوگوں کو علی الإعلان دعوت دینے لگے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، اللہ تعالی کے ان نیک بندوں کی صف میں بھی نمایاں مقام رکھتے ہیں جو دنیا کی رنگینیوں ونیرنگیوں سے کنارہ کش ہوکر اور مادیت کی لذتوں وعیش کوشیوں سے نالاں رہتے ہیں، جن کی نظر میں دنیا ذرہ بے مایہ کی حیثیت رکھتی ہے، جو اپنے ظاہر وباطن کی پاکیزگی، اپنی استقامت اورخداترسی اپنے فضل وشرف اور اتباع حق کے لحاظ سے مثالی اور یکتائے روزگار لوگ ہیں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ وصف ان کی امامت وسیادت کے لیے کافی ہے، اگر اس وصف کے سوا ان کے پاس کچھ نہ ہو تب بھی یہ ان کی عظمت کا عروج ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ عظمتیں متنوع ہوتی ہیں، بعض عظمتیں تو مانگے ہوئے کپڑے کی طرح آتی اور فنا ہوجاتی ہیں، یہ وہ عظمت ہے جو محلات وپوشاک تک محدود اور مناصب وعہدوں پر ہی منحصر ہوتی ہے، یہی عظمت دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کو حاصل تھی، کیوں کہ یہ عظمتیں اور ریاستیں ان مادی چیزوں پر منحصر ہوتی ہیں جن کو بہر حال فنا وزوال کا ذائقہ چکھنا پڑتا ہے۔

مگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جو عظمت عطا ہوئی تھی وہ ابدی ولافانی تھی، وہ ان کے اندون کی ان کے سراپا کی عظمت تھی، ان کے لافانی کارناموں اور بے مثال خدمات کی عظمت تھی اور ایسی عظمت ہمہ وقت باقی رہتی ہے، کیوں کہ اس کے اسباب موجود رہتے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بہمہ وجوہ عظیم تھے، ذاتی خصوصیات وکارناموں، بلند وبالا صفات ومفاخر، خلق خدا کی نفع رسانی ورفاہ عام ہر لحاظ سے ان کو عظمت حاصل تھی۔

یہ ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ* کہ تمام زبانوں میں ان کا نام لیا جاتا ہے، انبیاء ورسل کے

بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا تاریخ انسانی میں عمر سے بڑا عظیم وعبقری انسان پیدا نہیں ہوا۔

چرخ نیلی فام نے بہتیرے* لیڈروں کو قیادت وامارت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد بدلتے ناحق تکبر کرتے اور بیجا سرکشی کرتے ہوئے دیکھا ہے، تاریخ گواہ ہے کہ بہت سے خود کو بے لوث ظاہر کرنے والے زعماء جب کرسئ ریاست پر متمکن ہوئے تو ان کے روز وشب بدل گئے، ان کی عادات واطوار میں فرق آگیا، ان کا رنگ ڈھنگ تبدیل ہوگیا، بلند وبالا قلعے ومحلات اور جائداد کے مالک بن گئے۔ دنیاوی عیش کوشیوں، لطف اندوزیوں اور لذت پرستیوں میں وہ پورے طور پر ڈوب گئے، مگر جب ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کی زندگی میں یہ وصف نمایاں طور پر نظر آتا ہے کہ وہ اپنے زمانے میں سب سے عظیم فاتح وقائد کے منصب پر فائز ہوچکے تھے اس کے باوجود ان کے اندر ذرہ برابر بھی تبدیلی نہ آئی، اپنے اس عہدہ سے کوئی ذاتی نفع و فائدہ نہ اٹھایا؛ بلکہ اپنے طور طریقہ، خوراک وپوشاک، چال چلن، ذمہ داریوں ومشغولیتوں اور تواضع وبے نفسی میں سابقہ حالات پر باقی رہے۔ سفر وحضر میں بلا پہرہ وپردہ تن تنہا رہنا اخیر تک ان کی عادت رہی، حکومت وخلافت نے ان میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کی، پھر کیوں نہ ہم ان کی عظمت پر قربان ہوں اور کیسے ان کی شخصیت کی تعظیم وتقدیس نہ کریں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جو عظمت ورفعت نصیب ہوئی وہ اور عرب کو نہ مل سکی، ان کے حصہ میں اتنی فتوحات اور کامیابیاں آئیں جو ان کے پیش رو دارا وسکندر کے شان و گمان میں بھی نہ تھیں، وہ اس وقت ایک تہائی کرہ ارض کے بلا شرکت غیرے حکمراں تھے

غور فرمایئے ! وہی شخص جو کوہ صفا کے دامن میں آباد دار ارقم میں غیظ وغضب کے عالم میں سرکار کائنات سرور دوعالم ﷺ کے قتل کے ناپاک عزائم لے کر بے دھڑک گھسا تھا اب وہی شخص نبوت کی معجزانہ تربیت وتاثیر کے نتیجہ میں کسری وقیصر کا حاکم وفاتح بنا دکھائی دے رہا ہے۔

علامہ شبلی نعمانی نے "الفاروق" (ص:177) پر لکھا ہے: ان واقعات کی تفصیل کے بعد یہ دعوی صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ جب سے دنیا کی تاریخ معلوم ہے آج تک کوئی شخص فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے برابر فاتح اور کشور ستان نہیں گذرا جو فتوحات اور عدل دونوں کا جامع ہو۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دنیا کے پہلے حاکم تھے جنھوں نے ایسا فرمان جاری کیا کہ امراء وحکام عوام کے مالک نہیں ہیں، ان کا عوام کے مال وجسم میں کوئی حق وحصہ نہیں ہے؛ بلکہ پوری قوم آزاد ہے اس کی ضمانت لی گئی ہے سب کا مال محفوظ ہے، حکام صرف عوام کے معلم، امام اور خادم ہیں جن کا کام مصالح عامہ کی رعایت وانجام دہی، انسانیت کی فلاح وبہبود کے لیے جد وجہد اور قوم وملت کی خدمت ہے۔

ان سب کاموں کے علاوہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عدالت کے دروازے سب کے لیے یکساں طور پر کھول دیئے اور سب کو یہ حق دیدیا کہ جس کسی کو کسی بھی حاکم یا امیر یا کسی اور سے کوئی بھی شکایت ہو وہ بے دھڑک اور بلاجھجھک اپنی شکایت پیش کرے، اس کی داد رسی کی جائے گی۔

صحابی جلیل فاتح مصر سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے جب ان

کے صاحبزادے نے کسی مصری کو مارا تھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس مصری کو بلا کر پورا حق قصاص برملا عطا فرمایا اور انصاف وعدل کی ایک ناقابل فراموش نظیر قائم کر دی اور پھر ایسا جملہ ارشاد فرمایا جو تاریخ کا حصہ بن گیا: *متی استعبدتم الانسان وقد ولدتھم امھاتھم احرارا* تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنالیا جب کہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔

پوری دنیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے طریقہ کار پر راضی وخوش تھی، ان کے بے مثال عدل وانصاف نے اطمینان وسکون پھیلا دیا تھا،شاہ وگدا ایک صف میں تھے، بکری اور شیر ایک ہی گھاٹ سے سیراب ہورہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی حاکم، قائد، قاضی، سیاسی، عالم، خطیب، امام، واعظ سب کچھ تھے، گویا وہی پوری سلطنت کا لب لباب اور حقیقۃ الحقائق تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قانون داں مصلحوں کی صف میں بھی ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں؛ بلکہ بلا تردّد انہیں عظیم ترین قانون ساز، باریک بیں، صاحب نظر وفکر، قوی الارادہ، فقیہ، عالم اور منتظم کہا سکتا ہے۔ اگر ان کے پاس صرف یہی عظمت ومنقبت ہوتی تب بھی ان کی رفعت شان کے لیے بس ہوتی، مگر باعث تعجب یہ ہے کہ ان کے مناقب میں ایک معمولی منقبت اور ان کی عبقریت کا ایک نمونہ ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا شمار ان بلند پایہ یکتائے زمانہ ادیبوں میں بھی ہوتا ہے جن کے زریں اقوال، بلیغ خطبے ومکتوبات، درست وعمدہ تنقیدی نظریات وآراء اور بے مثال ولاجواب وکار آمد حکمتیں ومثالیں منقول ہیں آپ بلا خوف تردید انہیں بلند ترین ادیب کہ سکتے ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی نے الفاروق میں "العقد الفرید" اور "تارخ طبری" کے حوالے سے بہت سے اقتباسات نقل کیے ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو دس سال گزر گئے، پورے دس سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دن رات مصروف رہے، اپنی عقل، زبان اور ہاتھ ہر طرح سے کام میں مشغول رہے، راتوں میں ان کی نیند برائے نام تھی، راتوں کو گشت لگایا کرتے تھے، کیونکہ ان کو خدشہ تھا کہ کہیں مسلمانوں کا مال ضائع نہ ہو، یہ دس سال تک ہوتا رہا، ان دس سالوں میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس بڑے مقصد کی تکمیل فرمائی جو غار حرا سے شروع ہوا تھا، غور فرمایئے!وہ گنتی کے ۳۹/مسلمان جو دار ارقم کے ایک گوشہ میں چھپے ہوئے تھے، اب پورے حجاز ونجد، پورے جزیرۃ العرب، بلکہ شام، مصر، عراق وعجم کے حکمراں بن کر ابھرے تھے، دار ارقم ایک عظیم منظم حکومت کی شکل میں بدل چکا تھا جس کے سامنے روم وایران کی سلطنتیں گرد تھیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عظمت وکمال کے سارے منازل طے کرچکے تھے، اب ان کی زندگی کا مطمح نظر صرف جنت تک رسائی تھی، دنیا ان کی نگاہ میں ایک ذرہ بے مایہ ہوگئی، دنیا کی ساری چیزیں کمتر وحقیر نظر آنے لگیں؛ کیونکہ وہ ان سب مادی رونقوں سے بلند تر اور روحانی نعمتوں سے سرشار تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داری نبھادی، عظیم مشن کی تکمیل کرکے خلافت رسول کا حق ادا کردیا، اب موقع آچکا تھا کہ اس زبردست محنت اور انتھک کوشش کے بعد وہ آرام کرلیں، چین کا سانس لیں، زندگی کی لذتوں سے سیراب اور نعمتوں کے ذائقوں

سے لطف اندوز ہوں، چنانچہ انہوں نے آرام شروع کیا مگر یہ ابدی آرام تھا، سرزمین عرب پر یہ خبر زلزلہ وبجلی بن کر گری کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسا عظیم وتاریخ ساز مرد آہن شہید کردیا گیا، اس طرح آپ کی دعا قبول ہوئی جو کثرت سے مانگا کرتے تھے صحیح البخاري (حدیث نمبر 1890) میں ہے: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»۔

اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما، اور میری موت اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر میں نصیب فرما۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عادت کے مطابق فجر کی نماز کے لیے نکلے، اور محراب میں کھڑے فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ابو لولو فیروز نامی شخص نے جو مجوسی الاصل تھا آپ پر خنجر سے چھ وار کیے، جن میں ایک ناف کے نیچے پڑا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فورا عبد الرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود زخم کے صدمہ سے آپ گر پڑے۔

یہ واقعہ ذی الحجہ کا مہینہ ختم ہونے سے چار روز پہلے بروز بدھ پیش آیا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبد اللہ کو بلا کر کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو: عمر آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ جگہ میں اپنے لیے محفوظ رکھنا چاہتی تھی، لیکن آج عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی،

عبداللہ واپس آئے، لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر کی، بیٹے کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا: کیا خبر لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جو آپ چاہتے تھے۔ فرمایا: "یہی سب سے بڑی آرزو تھی"۔

* حضرت عمر رضی اللہ عنہ * نے تین دن کے بعد انتقال کیا اور محرم کی پہلی تاریخ ہفتہ کے دن ۲۴ھ کو حجرہ شریفہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

* علامہ ابن کثیر * نے "البدایہ والنھایہ" میں اس کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: أرسل عبد الله بن عمر إلى أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها، وقل: يستأذن عمر أن يدفن مع صاحبيه، فذهب إليها، فقالت: كنت أريده تعني المكان لنفسي، ولأوثرنّه اليوم على نفسي. فلما رجع وأخبر بذلك عمر حمد الله عزّ وجلّ.

انظر: "البداية والنهاية" (7/267)۔

ومات رضى الله عنه بعد ثلاث، ودفن في يوم الأحد مستهلَّ المحرم سنة أربع وعشرين بالحجرة النبوية إلى جانب الصديق.

غـــــزل

بقلم :- حافظ عامر اعظمی العین

آج پھر میری آنکھ پرنم ہے
دل کی بستی میں پھر سے ماتم ہے

باغ دل کا خزاں رسیدہ ہے
کوئ گل ہے نہ گل پہ شبنم ہے

کون آکر کرے مسیحائ
درد دل میں ہمارے پیہم ہے

میں تو اوروں کے غم میں مرتا ہوں
اپنے غم کا مجھے کہاں غم ہے

کوٹتا ہوں میں اپنے سینے کو
آج اپنا بھی مجھسے برہم ہے

وہ ارے ہاں بہت قریبی ہے
سب سے بڑھکر ہے وہ مقدم ہے

وہ جو **عامر** خطائیں کرتا ہے
آخرش وہ بھی ابن آدم ہے

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

بقلم :- مولانا صابر القاسمی

ظلم، زیادتی، ایذارسانی اور کسی کی شان میں گستاخی کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے، ہر ایسے عمل اور حرکت سے باز رہنے کا حکم ہے جس سے کسی کو تکلیف پہنچتی ہو، بد تمیزی اور بدتہذیبی کسی کے بھی خلاف ہو وہ بری چیز ہے لیکن اگر یہی اللہ والوں کے ساتھ کی جائے تو اس کی شناعت اور برائی مزید بڑھ جاتی ہے، اللہ کے مخصوص اور محبوب بندوں کے ساتھ گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کے عبرت ناک انجام سے تاریخ کے صفحات پر ہیں ان سے عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوہ صفا سے قوم کو آواز دی اور اپنی صداقت و امانت کی تصدیق کرانے کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ میں تمہیں کفر وشرک پر سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے، یہ سن کر ابو لہب نے کہا,,تباً لک الھذا جمعتنا،، تیرے لئے ہلاکت ہو، کیا اسی لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس گستاخی کی ابو لہب کو وہ قیمت چکانی پڑی جو رہتی دنیا تک کے لئے عبرت کا نشان بن گئی، بدر کے واقعہ کے سات دن بعد اس کو طاعون کی گلٹی نکلی، گھر والوں نے اسے باہر نکال پھینکا ، تنہا بے یارومددگار گھٹ گھٹ کر مر گیا، تین روز تک اس کی لاش پڑی رہی، نہ اس پر کوئی رونے والا تھا اور نہ اسے کوئی دفنانے کے لئے تیار تھا، جب سڑنے لگا تو اسے مزدوروں کے ذریعے گڑھے میں ڈال کر اوپر سے پتھر بھر دئے گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر اسامہ نامی ایک شخص نے بہتان باندھا کہ وہ جہاد میں حصہ نہیں لیتے، غنیمت تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کرتے اور فیصلوں میں عدل

سے کام نہیں لیتے، یہ بے بنیاد الزامات تھے، حقیقت سے ان کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا، حضرت سعد کو اس سے بڑی تکلیف ہوئی، انہوں نے تین بددعائیں کیں، اے اللہ! اگر یہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے تو اس کی عمر لمبی کر، اس پر فقر وفاقہ ڈال دے اور اسے فتنوں میں مبتلا کر، حضرت سعد کی بددعا کا یہ اثر ہوا کہ اسامہ کی اتنی لمبی عمر ہوئی کہ اس کی بھنویں اس کی آنکھوں پر لٹک آئی تھیں اوراس عمر میں بھی راستہ چلتی لڑکیوں کو چھیڑتا تھا، جب اس کا حال پوچھا جاتا تو کہتا,, شیخ مفتون اصابتنی دعوۃ سعد،، فتنہ میں مبتلا بوڑھا شخص ہوں، مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔

حجاج بن یوسف کا نام آتے ہی ظلم و ستم کی بھیانک تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے، مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر کو جب حجاج نے شہید کیا تو اس کے بعد ہی جان لیوا بیماری مبتلا ہوا، حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

,, حجاج نے طبیب کو بلایا، طبیب نے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا اور اس میں تاگا باندھا اور گوشت کے اس ٹکڑے کو حجاج کے حلق سے نیچے اتار دیا، تھوڑی دیر کے بعد تاگے کو کھینچا تو دیکھا کہ اس گوشت کے ٹکڑے میں بکثرت کیڑے لپٹے ہوئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جب مادی تدبیروں سے حجاج مایوس ہوگیا تو حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو بلوایا اور دعا کی درخواست کی، ابن عساکر کہتے ہیں کہ حضرت حسن اس کے اس حال کو دیکھ کر چینخ مار کر رونے لگے اور حجاج کو مخاطب کرکے فرمانے لگے:

,,قد نهيتك ان تتعرض للصالحين،، میں نے حجاج تجھے منع کیا تھا کہ نیک بندوں کو مت چھیڑنا،،

(ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، جلد دوم، ص/299)

طوسی نے اپنی کتاب میں صحابہ کرام کی شان میں لعن طعن کیا تھا اس کا انجام نہایت خطرناک ہوا، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

,, کتابوں میں لکھا ہے کہ شیعوں کے ایک محقق طوسی نے اپنی کتاب ,, تجرید العقائد،، کے آخر میں صحابہ کرام پر تبرا کیا تھا، مرنے لگا تو غلام احمد قادیانی کی طرح منہ کے راستے سے نجاست نکل رہی تھی، اس کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا، ایں چیست؟(یہ کیا ہے؟) کوئی خوش عقیدہ عالم وہاں موجود تھے، بولے:

ایں ہماں رید است کہ در آخر تجرید خوردی (یہ وہی گندگی ہے جو تو نے تجرید کے آخر میں کھائی تھی)،،

(اختلاف امت اور صراط مستقیم جلد اول، ص/199)

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ایک نہایت ذہین اور ذی استعداد طالب علم علی احمد تھے، جو ۱۹۴۳ء کی اسٹرائک کی قیادت کررہے تھے، چونکہ وہ باصلاحیت طالب علم تھے اس لئے ان کے ہنگامے کے لیڈر بننے سے ان کے اساتذہ کو بڑا دکھ تھا، علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی معتمدی پر خاص طور سے چوٹ پڑرہی تھی جس سے وہ بہت زیادہ افسردہ تھے، مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں۔

,, علی احمد مرحوم پر جنوں کا دورہ پڑا اور حالت یہاں تک پہنچی کہ ان کو گھر والوں نے رسیور سے باندھ دیا، ان کے بھائی میرے برادر معظم ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب مرحوم کو ان کو دکھانے کے لئے گھر لے گئے، میں بھی خصوصی تعلق کی بنا پر ساتھ ہوگیا، مرحوم کو جب رسیور میں باندھا ہوا دیکھا تو آنکھ میں آنسو آ گئے کہ یہ نوجوان جو اپنی ذکاوت اور

صحیح الدماغی میں اپنے ساتھیوں کے لئے بھی قابلِ رشک تھا، اس حالت میں ہے، بھائی صاحب نے نسخہ لکھا اور تشریف لے آئے، سید صاحب اس زمانے میں اتنے دل برداشتہ تھے کہ دارالعلوم میں قیام بھی نہیں فرمایا، ہمارے ہی گھر میں مقیم تھے، میں نے ایک مرتبہ تنہائی میں موقع پاکر عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ علی احمد کی زبان سے آپ کی شان میں کوئی لفظ نکل گیا، اس طوفان بے تمیزی میں کچھ بعید نہیں کہ ان پر جذباتیت غالب آئی ہو اور ناگفتنی کا ارتکاب کیا ہو، حدیث شریف میں آتا ہے,,من اذی لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب،، اور آپ تو ان کے محسن اور مربی ہیں، سید صاحب نے اس کے جواب میں تواضع اور فروتنی کے الفاظ فرمائے اور کہا کہ میں کیا چیز ہوں، میں نے دوبارہ عرض کیا اور دعا کی درخواست کی، سید صاحب نے اس پر سکوت فرمایا، دوسرے یا تیسرے دن مجھ سے فرمایا کہ مولوی علی صاحب! میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کردی، اب اس واقعہ کو سید صاحب کی کرامت سمجھا جائے یا اس کو کسی اور بات پر محمول کیا جائے کہ عزیز موصوف بالکل اچھے ہوگئے اور جہاں تک مجھے علم ہے یہ دورہ پھر کبھی نہیں پڑا،،

(پرانے چراغ، حصہ اول، ص/38/37)

یہ چند واقعات ہیں جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں اور سبق حاصل کرنے والوں کے لئے کافی ہیں، ہر دور میں گستاخ رہے ہیں جنہوں نے انبیاء، صحابہ، تابعین اور بزرگان دین کی شان گستاخیاں کی ہیں، زبان درازیاں کی ہیں اور کررہے ہیں، ان بد تمیزیوں اور بد تہذیبیوں سے تو صحابہ کا، اکابرین کا اور بزرگان دین کا کچھ نہیں بگڑے گا، بدتمیزوں اور بدتہذیبوں کو اس کے خطرناک انجام سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے،

مولانا محمد سلمان منصورپوری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں۔

,, تاریخ کے ہر دور میں ایسے واقعات پائے گئے ہیں کہ جن بد نصیبوں نے بھی اللہ کے نیک بندوں کو ستایا ہے ان کا حشر برا ہوا ہے، سوء خاتمہ کے منجملہ اسباب میں سے ایک بڑا سبب اولیاء اللہ سے بغض اور ان کی شان میں ہرزہ سرائی بھی ہے،،(اللہ سے شرم کیجئے:ص/241)
حق تعالیٰ شانہ ہمیں سوء ادب سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو حسن خاتمہ کی دولت سے مالامال فرمائے آمین

ایڈ مدارس ، اور دارالعلوم دیوبند

بقلم :- حافظ محمد خطیب اعظمی

ایڈ مدارس کی، ام المدارس دارالعلوم دیوبند نے کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی بلکہ ہمیشہ اس سے بچنے کا مشورہ دیا ہے.
دارالعلوم دیوبند کا ہمیشہ کیلئے مدرسہ چلانے کا بنیادی منشور شاید یہی ہے کہ مدارس قوم کے چندے سے چلیں گے کبھی حکومتوں سے کوئی امداد نہیں لی جائے گی.
مودی نے وزیراعظم بننے کے بعد کروڑوں کے فیگر میں دارالعلوم کو امداد دینا چاہا تھا لیکن دارالعلوم نے شکرئے کے ساتھ لینے سے انکار کردیا تھا.
حقیقت تو یہ ہے کہ ایڈ مدارس کے اساتذہ کا رویہ آہستہ آہستہ بالکل ویسا ہی بے پرواہانہ ہوجاتاہے جیسا اسکول اور کالج کے ٹیچروں کا ہوتا ہے. الا ماشاءاللہ.
ایڈ مدارس میں تعلیم کی فکر کم تنخواہ کی فکر زیادہ ہوتی ہے.
قوم کے نونہالوں کی زندگی کی تعمیر کی فکر کم اپنی زندگی کی تعمیر کی فکر زیادہ ہوتی ہے.
مدارس کو کسی حکومتی امداد کیطرف نظر ڈالنے کے بجائے توکل علی اللہ کے ساتھ مستغنی رہنا ہی انکے وجود و بقا کی ضمانت ہوگا. ان شاءاللہ.

جامعہ مظاہر علوم سہارن پور و دارالعلوم دیوبند کا سفر

بقلم :- مولانا ضیاء الحق خیر آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ وقت جامعہ مظاہر علوم سہارن پور میں

اتوار کو(۱۸ اکتوبر ۲۰۲۰ء) مولانا سید محمد شاہد صاحب امین عام مظاہر علوم کے جواں سال وصالح فرزند **مولانا مفتی محمد صالح صاحب** کی دعوت پر کچھ دیر کے لئے جامعہ مظاہر علوم سہارن پور حاضری ہوئی ، شتابدی اکسپریس سے صبح پونے سات دہلی سے نکلا اور پونے دس بجے سہارنپور پہنچا، اسٹیشن سے مدرسہ پہنچا، مفتی صاحب نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا، مہمان خانے میں لے گئے ، کچھ ہی دیر میں ان کے گرامی مرتبت والد محترم، جامعہ کے امین عام مولانا سید محمد شاہد صاحب مدظلہ بھی تشریف لائے ، مولانا موصوف علمی ذوق رکھنے والے صاحب قلم عالم دین ہیں، شدید انتظامی مصروفیات کے باوجود لکھنے پڑھنے کا وقت نہ صرف نکال لیتے ہیں، بلکہ موقع بموقع ان کے رشحات قلم منظر عام پر بھی آتے رہتے ہیں ، گزشتہ سال چار ضخیم جلدوں میں ان کی کتاب " تحریک آزادی اور مظاہر علوم " منظر عام پر آئی ہے ، مولانانے وہ کتاب مجھے پیش کی ، جزاہ اللہ خیر الجزا

مولانا سے کچھ دیر گفتگو ہوئی ، اسی دوران جامعہ کے اسٹاف کے متعدد لوگ انتظامی معاملات میں مشورے کے لئے آگئے ، مفتی صالح صاحب نے دیکھا کہ مجھے آرام کی ضرورت ہے تو وہ مجھے مسجد سے متصل ایک دوسرے مہمان خانہ میں لے آئے ، کچھ دیر ساتھ رہے اس کے بعد دفتر اہتمام میں چلے گئے ، گزشتہ ہفتہ شوریٰ نے ان کو جامعہ کا نائب ناظم مقرر کیا

ہے۔ میں غسل کرکے لیٹ گیا ،اسی دوران مولانا قاری سید احمد ہاشمی کا فون آیا کہ آپ کہاں ہیں؟ ان کو جگہ بتائی ، کچھ دیر میں وہ مہمان خانہ میں آگئے، اور نصف گھنٹہ تک ساتھ رہے ، انھوں نے اپنے بہنوئی مرحوم مولانا محمد غفران صاحب پر شائع ہونے ولا مجموعہ مضامین پیش کیا، مدرسہ میں تو بالکل سناٹا اور ہو کا عالم تھا، دیوبند میں کچھ طلبہ نظر بھی آرہے تھے ، یہاں تو چند ملازمین کے علاوہ کوئی بھی نہ تھا، یہ منظر بڑا کرب ناک تھا، باری تعالیٰ دینی مراکز کی اس ویرانی کو آبادی اور قال اللہ وقال الرسول کے نغموں سے دوبارہ معمور فرمادے۔

ساڑھے بارہ بجے ظہر کی جماعت تھی ، جماعت سے کچھ پہلے مولانا محمد معاویہ سعدی استاذ شعبہ تخصص فی الحدیث تشریف لائے ، کچھ دیر ان سے ملاقات رہی ، نماز کے بعد مفتی صالح صاحب کے ساتھ ان کے گھر پہنچے ، چونکہ جلد ہی دیوبند پہنچنا تھا، اس لئے فوراً دسترخوان لگا، قاری احمد ہاشمی کو بھی مفتی صالح نے مدعو کررکھا تھا، کھانا کھانے کے بعد مولانا سید محمد شاہد صاحب کے زیر انتظام چلنے والے مدرسۃ الشیخ محمد زکریا میں حاضری ہوئی ، یہ مظاہر علوم سے بجانب شمال وہاں کے مشہور قبرستان کمال شاہ سے چند قدم پہلے ہے ، یہاں مکتب اور حفظ وتجوید کے درجات قائم ہیں ، کافی کشادہ جگہ ہے، تعمیرات بھی بہت ہیں ، شاندار قسم کی مسجد بھی احاطہ مدرسہ میں ہیں ، ویرانی کا راج یہاں بھی تھا، پورا مدرسہ بالکل سنسان تھا،یہاں سے نکل کر کمال شاہ قبرستان پہنچے ، جو اساطین جامعہ مظاہر کی آخری آرام گاہ ہے ، ان بزرگوں کے لئے دعاء مغفرت کرکے سیدھے روڈ ویز پہنچے اور دیوبند جانے والی بس میں سوار ہوئے اور گھنٹہ بھر میں دیوبند پہنچ گئے۔

سہارن پور کا یہ سفر تھا تو بہت مختصر ، لیکن اپنے اثرات ونتائج اور تجربات کے لحاظ سے بڑا

دور رس ثابت ہوا، مولانا مفتی محمد صالح اور ان کے والد گرامی کی محبتوں ، عنایتوں اور حسن ضیافت سے کافی حصہ پایا ، اس سفر میں میرے عزیز دوست مولانا عبد اللہ خالد خیر آبادی مظاہر علوم کے زیر انتظام مکاتب دینیہ کے معائنہ پر چندی گڑھ کے سفر پر تھے ،اور ان کا یہ پروگرام پہلے سے طے تھا، لیکن ان لوگوں کے حسن سلوک نے ان کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا ، باری تعالیٰ انھیں اپنے شایان شان اجر عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین

دہلی پہنچنے پر مفتی محمد صالح صاحب کا یہ پیغام موصول ہوا:

" اللہ تعالیٰ آپ کے سفر کو سہولت وعافیت اور راحت کے ساتھ پورا فرمائے ۔ آپ کی تشریف آوری پر شکریہ ، اور وقت لے کر آنے کی درخواست۔"

دارالعلوم دیوبند کا پُرہول سناٹا

کل چار بجے دیوبند پہنچا، جی ٹی روڈ والے گیٹ پر پہنچا تو گیٹ بند تھا دربان نے پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے میں نے کہا مولانا افضل صاحب کے یہاں، تو اس نے دروازہ کھولا اندر داخل ہوا تو عجب سناٹے کا راج ملا، جس مرکز علم میں ہمہ وقت سینکڑوں طلبہ کی آمد ورفت رہتی تھی اور ان کے زمزمہ علم سے پُرشور و معمور تھا وہاں دربان کے علاوہ کسی آدم یا آدم زاد کا دور دور تک پتہ نہ تھا، مولانا کے گھر پہنچا، عصر بعد مہتمم صاحب سے ملنے گیا دارالعلوم کے مشہور زمانہ احاطہ مولسری میں پہنچا تو وہاں بھی ایک ہو کا عالم ، یہ ویرانی دیکھ کر ایسا لگا جیسے شدت کرب سے دل پھٹ جائے گا ، کچھ دیر احاطہ دارالعلوم میں رہ کر باہر آگیا ، اب تک فراغت کے بعد پچاسوں بار دیوبند جاچکا ہوں ہر سفر میں دوست واحباب اور تلامذہ کی ایک معتد بہ تعداد ساتھ رہتی تھی کوئی کام ہوتو دسیوں طلبہ گوش

بر آواز اور مستعد رہتے تھے، آج کا منظر یہ تھا کہ دو جگہ جانا تھا تو ایک فرد بھی موجود نہیں، عجب بے بسی تھی، میرے دوست مولانا محمد اللہ خلیلی کا فون۔ آیا کہاں ہیں، تو میں کہا کہ آپ کہاں ہیں؟ کہنے لگے کہ اپنے دفتر میں، ان سے ملاقات ہوئی ، پھر عشاء تک وہ ساتھ ساتھ رہے ، جس سے سہولت ہوئی، اس کے بعد مفتی امانت صاحب قاسمی استاذ و مفتی دارالعلوم وقف کا فون آیا کہ کب ملاقات ہوگی ، میں نے کہاں کہ اندرا پارک کے پاس آیئے ، وہ آگئے تو مولانا محمد اللہ خلیلی اپنے گھر گئے جو محلہ خانقاہ میں ہے، پھر مفتی امانت صاحب ساتھ رہے ، کئی اساتذہ سے ملاقات کے بعد دس بجے اپنی جائے قیام مولانا افضل صاحب کے گھر آیا،

وہیں اپنے دوست مفتی مزمل بدایونی کے گھر سویا، مہمان خانہ میں فی الحال انٹری ممنوع ہے، صبح تفریح میں بہت سے اساتذہ سے ملاقات ہوئی، میرے عزیز اور بے تکلف دوست مفتی عادل دیوریاوی آگئے ان کے ساتھ مفتی مزمل کے یہاں ناشتہ کرکے مولانا افضل صاحب سے اجازت لے کر نکلا، اب مسئلہ یہ تھا کہ بس اسٹینڈ کیسے جائیں، مفتی عادل نے اس مسئلے کو حل کیا اور اپنی بائیک پر روڈ ویز کی۔بس پر سوار کرایا،

اس وقت براہ مظفر نگر دہلی کے لئے عازم سفر ہوں، سبھی احباب اور بزرگوں سے دعاؤں کی درخواست ہے، آج کے اس سفر میں طلبہ کے نہ رہنے کی وجہ سے دوستوں نے خدمت کا فریضہ انجام دے کر حق دوستی ورفاقت ادا کیا، جزاھم اللہ خیرا

آج شام کو کیفیات سے دہلی سے اعظم گڑھ واپسی ہے

ضیاءالحق خیر آبادی

یکم ربیع الاول 1442

19 اکتوبر 2020

لاریب بعد کے صحابہ بھی مخلص تھے

بقلم :- مولانا محمد اجمل قاسمی

فتح مکہ کے بعد بہت سے لوگوں نے اپنی رغبت سے اسلام قبول کیا اور بہت سے ایسے بھی تھے جنھوں نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا تھا۔ مگر جلد ہی اسلام کی عدل گستری اس کے محاسن اور عام مسلمانوں کی نیک صحبت کی برکت سے سب اسلام میں پختہ ہوگئے اور اسلام کے لئے زبردست مخلصانہ قربانیاں دیں۔

فتح مکہ کے معا بعد غزوہ حنین پیش آیا جس میں مال غنیمت بہت ہاتھ آیا آپ نے اہل مکہ کی دلجوئی اور تالیف قلب کے لئے انھیں انصار و مہاجرین سے بھی بہت زیادہ حصہ دیا آپ کے اور آپ کے قدیم مخلص صحابہ کے اس ایثار نے بھی لوگوں کو بہت متاثر کیا اور انھیں اسلام پر مطمئن کرنے میں اہم کردار عطا کیا۔

فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے صحابہ کے ایمان میں پختگی بڑی دلیل اللہ تعالی کا ارشاد ہے

لَّا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

(10)

اس ایت میں فتح مکہ سے پہلے اور بعد میں اسلام کی خدمت کرنے والوں میں مراتب کا فرق ضرور رکھا گیا ہے، مگر پھر ہر دو گروہ سے حسنی اور بھلائی کا وعدہ کیا گیا ہے جو بعد والوں کے مخلص ہونے واضح دلیل ہے۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

والذین اتبعوهم باحسان کے مصداق میں فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے صحابہ بھی یقینا شامل ہیں اور بریں بنا انھیں اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی بھی حاصل ہے جو ان کے مخلص ہونے کی دلیل ہے ریاکار تو غضب کا مستحق ہوتا ہے۔

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبھی صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا ***الا فیبلغ الشاهد الغائب*** اس ارشاد کے مخاطب قدیم صحابہ بھی تھے اور فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے بھی، اس لیے کہ حجۃ الوداع میں سبھی شریک تھے، اگر فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے مخلص نہ ہوتے تو ان کا یہاں استثنا کیا جاتا اس لیے کہ تبلیغ اسی کی معتبر ہوگی جو مومن ہونے کے ساتھ عادل اور معتبر بھی ہو، مگر یہاں کوئی استثنا نہیں پس یہ حدیث بھی ان صحابہ کے مخلص اور مومن صادق ہونے کی دلیل ہے۔

نیز خلفاء راشدین کے دور میں مناصب اور ذمہ داریوں کی تفویض نیز احادیث وغیرہ کے قبول کرنے میں قبل الفتح و بعد الفتح کی کوئی تفصیل نہیں تھی، اسلام میں تقدم اور غزوات میں شرکت کی بنیاد پر تفاوت درجات تو ان کے یہاں تھا مگر معتبریت اور عدالت سب کو یکساں حاصل تھی پھر تابعین اور تبع تابعین کے دور میں فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں میں مخلص اور غیر مخلص کی کوئی تفصیل نہیں تھی سبھی بغیر کسی تفصیل کے مخلص معتبر ثقہ اورعادل سمجھے جاتے تھے،یہ بھی بعد کے صحابہ کے۔ مخلص ہونے کی بین دلیل ہے

غیر مسلم کو کونسی کتاب دیں؟

بقلم :- مولانا محمد انوار خان قاسمی بستوی

برادر مکرم جناب مولانا فیصل سید قاسمی، ممبئ، نے کچھ ایسی کتابوں کے بارے میں سوال کیا ہے جو کسی عیسائی کو دی جاسکیں۔ یہ بہت ہی اہم سوال ہے۔ میرے خیال سے اگر عیسائی تعلیم یافتہ ہے، تو پھر علامہ احمد دیدات نور اللہ مرقدہ کی The Choice: Islam and Christianity سے کوئی بہتر کتاب کسی عیسائی/یہودی کے لیے نہیں ہوسکتی۔ جن طاقتور دلائل سے احمد دیدات نے اسلام کی عظمت اور ہیمنت کو اس میں علمی بنیادوں پر مدلل طور پر ثابت کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

اس کے علاوہ پچھلی دو دہائی سے پوری دنیا میں ایک کتاب کافی چرچے میں ہے، اور اس نے اپنا لوہا منوالیا ہے اور وہ ہے: A Brief Illustrated Guide To Understanding Islam۔ اتنی مختصر کتاب اتنے سادہ اسلوب میں جدید ذہن کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کی عظمت وحقانیت کو سمجھانے کے لیے شاید نہیں لکھی جاسکی ہے۔

یہی وجہ ہے اس کتاب کا دنیا کی پچاس سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ شائع ہوچکا ہے، اور اس کتاب کے انگریزی ایڈیشنز اتنی بار شائع ہوچکے ہیں کہ حصر سے بالاتر ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ مختصر سا رسالہ صرف ۴۷ صفحات پر مشتمل ہے؛ لیکن اس کے مرتبین کی تعداد بارہ {۱۲} ہے۔

یہ کتاب صرف عیسائی ہی نہیں؛ بلکہ کسی بھی غیر مسلم کو ہدیہ کی جاسکتی ہے اور میں تو کہتا

ہوں ایک مسلمان کو بھی یہ کتاب پڑھنی چاہیے تاکہ اس کا ایمان اور بھی مضبوط ہوجائے۔ اس کے علاوہ دنیا کے اکثر ممالک میں درجنوں اہم کتابیں مختلف زبانوں میں تعارف اسلام کے موضوع پر لکھی گئی ہیں جن میں علامہ منظور نعمانی کی 'اسلام کیا' ہے اور ڈاکٹر حمید اللہ کی Introduction to Islam بھی اس موضوع پر نہایت مفید اور قیمتی اضافہ ہیں۔

محمد انوار خان قاسمی بستوی

نوافل کا اہتمام

بقلم :- مولانا عبداللہ اعظمیؒ

صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جس شوق و جذبہ کے ساتھ فرائض کا اہتمام کرتے تھے، اسی لگن و اشتیاق میں نوافل کی ادائیگی بھی کرتے تھے;

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سفر کرتے تھے تو سواری پہ بیٹھے بیٹھے نوافل پڑھ لیتے اور اسے آپ کی سنت سمجھتے۔۔۔۔ (مسلم)

صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معمولات شب کا حال یہ تھا کہ تہجد گزاری میں نہ صرف خود، بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی بیدار کرکے شریک نماز کرتے تھے! اللہم وفقناھا

انمول موتی

بقلم :- پاسبانی علماء کرام

(1) شذراتِ حلیمی

جس طرح بیماری کی حالت میں کھانے کی لذت نہیں آتی

اسی طرح گناہوں کی حالت میں عبادت کی لذت نہیں آتی

گناہوں کی جستجو آپ ترک کردیں عبادت میں لذت خود بخود پیدا ہوجائیگی,

مولانا عبدالحکیم حلیمی امبیڈکر نگری

(2) لمحہء فکریہ

ذرا غور سے سوچئے.....

ایک دن لائٹ غائب ہونے سے اتنی ہاہاکار مچ گئی تھی کہ لوگ آسمان سر پر اٹھالئے تھے ...کل قیامت میں اگر اعمال اچھے نہیں ہونگے تو کیا حال ہوگا ....

مولانا عبدالرحمن اعظمی

(3) نبی سے عشق کے تمام طریقہ ہمیں صحابہ نے بتلادیئے اب عشق کے کسی نئے طریقہ کو ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں ،کیونکہ ہم سے بڑے عاشق صحابہ تھے ،

#ہر بدعت گمراہی ہے ،

مولانا منصور احمد جون پوری

(4) ترکِ عمل اور استہزائے عمل میں بظاہر معمولی مگر حقیقتا بہت بڑا فرق ہے۔
اول گناہ ہے اور ثانی کفر یا مفضی الی الکفر
اس فرق کو سمجھنا بھی ہے اور سمجھانا بھی۔

ڈاکٹر ارشد قاسمی

(5) جس طرح تملق اور تواضع میں بڑا معمولی فرق ہے
اسی طرح خود داری و کبر کے درمیان بھی باریک خط فاصل ہے
اگر اس فرق کو نہیں سمجھا گیا تو ہر متکبر خود کو خود دار سمجھتا رہے گا

ڈاکٹر ارشد قاسمی

(6) قربان جاوں عرب کے ماحول پر کہ معمولی سی اگر تکرار آپس میں ہوجاتی ہے خواہ بچے ہی کیوں نہ ہوں
پھر وہ آپس میں صلح کا ہاتھ ،،سامحنی،، کہتے ہوے بڑھاتے ہیں اور دل کی کدورت ختم کرلیتے ہیں۔
ہم ہیں کہ معذرت اور صلح کو جانتے ہی نہیں۔

مولانا محمد شفیق قاسمی اعظمی

فتوی اسلام کا اہم جزو

بقلم :- مفتی محمد اجوداللہ پھولپوری

انسانی زندگی اور مسلم معاشرہ میں پیش آنے والے واقعات و مسائل کو شریعت کے میزان میں تول کر قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کرنے کا نام فتوی ہے،"ڈاکٹر شیخ حسین ملّاح" نے فتوی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے '' پیش آمدہ واقعات کے بارے میں دریافت کرنے والے کو دلیل شرعی کے ذریعہ اللہ تعالی کے حکم کے بارے میں خبر دینے کا نام "فتویٰ" ہے (الفتوی و نشأتھاو تطورھا۱/۳۹۸)سابقہ اور موجودہ تمام اکابرین و اصاغرین نے فتوی کو شریعت کا حکم اور اہم جزو قرار دیا ہے فتوی کا انسانی زندگیوں سے ایک گہرا تعلق ہے فقہ و فتاوی کے بغیر مسلم معاشرہ ایک بے نکیل اونٹ کی حیثیت رکھتا ہے آج ایک طبقہ بہت آسانی سے فتوی کو کسی کی ذاتی رائے یا دارالعلوم کا فتوی کہ کر گمراہی پھیلانے اور فتوی کی اہمیت کو ختم کرنے کی ناکام کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہے فتوی کو قرآن و سنت سے ہٹا ہوا بتا کر لوگوں کو اس پہ عمل کرنے سے بھٹکانے اور فتوی کے عظمت و وقار کو امت مسلمہ کے قلب و دماغ سے نکالنے کی شیطانی کوشش جاری ہے دین کے اُس اہم ستون کو اپنی ذاتی آزادی اور بے راہ روی کی خاطر منہدم کرنے کی ناپاک شازش کی جارہی ہے جسکی بنیاد خود آقاء نامدار مفتی الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی جو آج بھی ہمارے درمیان احادیث صیحہ کہ شکل میں موجود ہے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک سبھی نے اسی دارالافتاء سے استفادہ کرتے ہوئے جوابات کو نقل فرمایا ہے اور اسی سنت کو پوری جرأت و بیباکی سے آگے بڑھاتے ہوئے

دارالعلوم دیوبند بھی حق پر گامزن ہے اللہ رب العزت اسلام کے اس قلعہ کو تاقیامت باقی رکھے اور اس کے زریعہ باطل افراد و باطل نظریات کی بیخ کنی کا کام لیتا رہے
آج کل عرفان نصر فاروقی ندوی صاحب کی طرف سے قائم کئے گئے سوالات پر ام المدارس کی طرف سے شریعت و سنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ دیئے گئے تفصیلی جواب پر کچھ لوگوں کا مروڑ اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے اس فتوی کو دارالعلوم کا پھتوی کہ مزاق اڑانے میں اپنی تشفی تلاش رہے ہیں یہ وہی مفکرین ہیں جو ابھی تک فتوی کو ذاتی رائے کہ کر غیر واجب العمل قرار دیتے رہے جوش جنون میں وہ شاید بھول رہے ہیں کہ فتوی کا مذاق دراصل ان دلائل کا مذاق ہے جس پر فتوی کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے اور ظاہر سی بات ہے وہ دلائل قرآن و سنت کے علاوہ کیا ہوسکتے ہیں گویا فتوی کا نہیں بلکہ بالواسطہ قران و سنت کا مذاق اڑایا جارہا ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن کہتا ہے.

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (اعراف ۵۱)
جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا تھا، اور جن کو دنیوی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا تھا۔
دارالعلوم کے فتوی کا استہزاء کرنے اور اسے ریجکٹ کرنے والے ان عقل کے کوروں کو کون سمجھائے کہ فتوی سوالوں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے اگر سدھار کرنا ہے تو ان سوالوں میں کرو جسے سامنے رکھ کر جواب دیا گیا ہے یا اس کردار میں کانٹ چھانٹ کرو جسکے اعمال و افعال کو سامنے رکھ کر سوال قائم کیا گیا ہے اسلئے کہ اگر کوئی بھی سوال پوچھے گا کہ خون

کا نکلنا یا ریاح کا خارج ہونا ناقض وضو ہے کہ نہیں تو یقینا جواب ہاں کی صورت میں آئیگا اب اگر کوئی شخص اسے کسی کی ذاتی رائے کہ کر مذاق اڑانے کی کوشش کریگا تو یقینا اللہ کے غضب کو دعوت دینے والا ہوگا اور قدرت جب اس سے مذاق کریگی تو وہ کہیں کا نہیں بچے گا اسلئے بہتر ہیکہ کسی ادارہ یا شخصیت کی آڑ میں شریعت کا استہزاء کرنے سے بچیں اور اپنی اصلاح کی فکر کریں اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے ورنہ دنیا کے ساتھ آخرت میں بھی چھترول کرانے کی تیاری جاری رکھیں رہا سوال دارالعلوم کا تو وہ ایسا مضبوط ساحل ہے جہاں پہنچ کے حق کے متلاشی منزل کی طرف رواں دواں ہوجاتے ہیں اور کچھ ناپاک عزائم رکھنے والی موجیں اس کے در ودیوار سے ٹکرا کر اپنے وجود کو تار تار کرتے ہوئے اسی ذلت و پستی کے سمندر میں لوٹ جاتی ہیں جہاں اسکا اصل مسکن ہے اور یہ ساحل اسی مضبوطی کے ساتھ کھڑا انکی غرقابی کے منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہتا ہے

کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدین ؓ کے متعلق ضروری عقائد

بقلم :- مولانا ظفیرالدین قاسمی

عقیدہ نمبر 1.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بہت بڑی واہم چیز ہے. اس امت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے. اک لمحہ کے لئے بھی جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر ہوگئی اور ایمان ہی حالت میں وفات ہوئی ما بعد والوں میں بڑے سے بڑا بھی اس رتبہ کے برابر نہیں ہوسکتا.
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعداد غزوہ بدر میں 314 تھی اور حدیبیہ میں 1500' فتح مکہ میں 10000' حنین میں 12000' حجتہ الوداع میں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج میں 40000' غزوہ تبوک میں 70000' اور بوقت وفات نبوی علیہ السلام کم وبیش 124000. اور جن صحابہ کرام سے کتب حدیث میں روایات منقول ہیں ان کی تعداد 7500 ہے.

عقیدہ نمبر 2.

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مہاجرین انصار کو مرتبہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے زیادہ ہے. اور مہاجرین وانصار میں اہل حدیبیہ کا رتبہ سب بڑھ کر ہے اور اہل حدیبیہ میں اہل بدر' اور اہل بدر میں چاروں خلفاء کا مرتبہ سب سے بڑھکر ہے. چاروں خلفاء میں' حضرت ابوبکر کا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا رتبہ سب سے زیادہ ہے.

مہاجرین ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کہتے ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول کی رضاء کے لئے اپنے وطن مکہ کو چھوڑا جن کی مجموعی تعداد 114 ہے اور انصار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو کہتے ہیں جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور انہوں نے آن حضرت کو اور مہاجرین کو اپنے شہر میں جگہ دی اور ہر طرح کی مدد کی.

عقیدہ نمبر 3.

چاروں خلفاء کا افضل امت ہونا خلافت کی وجہ سے نہیں ہے. اگر بالفرض بجائے ان کے دوسرے حضرات خلافت کے لئے منتخب ہوجاتے تو بھی یہ حضرات افضل امت مانے جاتے.

عقیدہ نمبر 4.

خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مثل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کے معصوم نہیں ہوتا. نہ اس کی اطاعت ہر کام میں مثل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے واجب ہوتی ہے. بالفرض محال کوئی خلیفہ سہوا یا عمدا کوئی حکم شریعت کے خلاف ہے تو اس حکم میں اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی. عصمت خاصہ نبوت ہے. آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو معصوم ماننا عقیدہ نبوت کے خلاف ہے.

عقیدہ نمبر 5.

خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کام نہیں کہ وہ دین میں نئے احکام دے نہ اس کو کسی چیز کے حلال و حرام کرنے کا اختیار ہوتا ہے بلکہ اس کا کام یہ ہے کہ قرآن وحدیث پر لوگوں کو عمل کرائے احکام شرعیہ کو نافذ کرے اور انتظامی امور کو سر انجام دے.

(جاری)

۲۹/اکتوبر یوم تاسیس جامعہ ملیہ اسلامیہ

بقلم :- مولانا ڈاکٹر محمد ارشد قاسمی

۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ کو جب تحریکِ عدمِ تعاون اور تحریکِ خلافت کی مشترکہ کوششوں کے نتیجہ میں علی گڑھ کی جامع مسجد میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی علامتی تاسیس کی تقریب منعقد ہوئی تو کسی کو اندازہ بھی نہیں تھا کہ یہ ادارہ جو محکوم قوم کی جانب سے حاکم قوم سے اختلاف کی بنیاد پر قایم ہوا ہے وہ اپنی زندگی کے سو دن بھی پورا کرلے گا مگر آج ۲۹ اکتوبر ۲۰۲۰ کو اس نے اپنے سو سال پورے کر لئے بلکہ تازہ وزارتِ انسانی وسایل کی گریڈنگ میں ہندوستان کی سینٹرل یونیورسٹیز میں اسے پہلا مقام حاصل ہوا۔

یہ ان اکابرین کا اخلاص تھا یقیں محکم کا جذبۂ دروں اور عملِ پیہم سے وابستہ جماعت تھی جس نے سامراجیت کے خلاف اور اصولوں کی بنیاد پر سرسید مرحوم اور انکے ادارہ سے ناطہ توڑ لیا تھا.
جس جماعت کے سرخیل شیخ الہند ، محمد علی جوہر ، حکیم اجمل خان ، گاندھی جی ، مختار انصاری ، ڈاکٹر ذاکر حسین وغیرہ تھے۔
پانچ سال کے بعد یہ ادارہ علی گڑھ سے قرول باغ دہلی کرایہ کی بلڈنگ میں منتقل ہوا اور اسکے دس سال بعد یعنی ۱۹۳۵ اوکھلا میں اپنی زمین پر آگیا یہ پندرہ سال جامعہ کی زندگی میں جاں گسل تھے ایسا لگتا تھا یہ چراغِ سحری اب بجھا تب بجھا مگر مخلصینِ قوم ، محبینِ ملت اور برادرانِ وطن خصوصا گاندھی جی نے اسے سنبھالا دیا اور اسے سیکولرزم ، رواداری ،

متحدہ قومیت ، اصول پسندی کا علمبر دار بنا کر پیش کیا جب جامعہ ملیہ کے " اسلامیہ " تاج پر بری نظر ڈالی گئ گاندھی جی سیسہ پلائی دیوار بن کر قدم بہ قدم کھڑے رہے۔
اور بلآخر جامعہ ملیہ کی پیشانی پر " اسلامیہ "کا جھومر سجا رہا۔
۱۹۶۲ میں جامعہ کو ڈیمڈ یونیورسٹی اور ۱۹۸۸ میں سینٹرل یونیورسٹی کا درجہ ملا مگر اسکو اقلیتی یونیورسٹی کا مقام ملنے کے لئے ۲۰۱۱ یعنی تقریبا نوے سال تک انتظار کرنا پڑا جسے ہم دیر آید درست آید کہ سکتے ہیں اس تاخیر میں اپنوں کے "کرم " غیروں کے " ستم " سب شامل رہے۔
ان سو سالوں میں ادارہ نے تعلیمی میدان میں اپنی شناخت قایم کی بلکہ بعض شعبوں میں بین الاقوامی سطح پر اپنے معیار کی وجہ سے فایق و ممتازہے خصوصا انجینئرنگ ، آئی ٹی ، ماس میڈیا ، لینگویجز میں وہاں کے طلباء نے اپنا تفوق برقرار رکھا ہے
۲۰۱۰ میں قایم ہوئے ریزیڈینشل کوچنگ سینٹر نے پورے ملک کی توجہ اپنی جانب مبذول کردی ہے۔
جسکا اندازہ اس بات سے لگاسکتے ہیں کہ اب تک ۲۳۰ سے زیادہ طلباء و طالبات یو پی ایس سی میں کامیاب ہوچکے ہیں اور سیکڑوں دوسرے صوبائی و مرکزی شعبوں میں اپنی خدمات انجام دے رہیں رواں سال میں سول سروسز میں سب سے زیادہ منتخب مسلم کنڈیڈیٹس اسی کوچنگ سینٹر کے تھے جو فری
سرویسز سے مستفید ہوئے۔
گذشتہ سو سالوں کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو جو چیز قدرے مشترک دکھائی دیتی ہے اور جسے جامعہ نے گھٹی بنا کر اپنی گود میں پلتے بچوں کو پلایا ہے وہ ہے انکی اصول پسندی ،

رواداری ، قومیت ، حق گوئی ، بیباکی ، جرات مندی ، ملک و ملت سے وفاداری اور آئین پسندی ۔

جسکی روشن مثال شہریت ترمیمی بل کے خلاف وہ پر امن احتجاج ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی جانب متوجہ کردیا اور پورے ملک میں آئین مخالف عناصر کے خلاف چنگاری بھڑک اٹھی طالبات کی جوانمردی ، طلباء کے آہنی عزائم ، انکے سرفروشانہ رنگ و آہنگ سے تحریک ملی اور ہر آئین پسند ، محبِ قوم و ملک نے اس قافلۂ جانباز کا ایک فرد ہونا اپنی سعادت سمجھا اور " دیکھینگے لازم ہے کہ ہم بھی دیکھینگے " جیسے نعرۂ مستانہ نے پورے ملی وجود میں ہلچل پیدا کردی۔

اب جب کہ جامعہ برادری جشنِ صد سالہ میں مصروف ہے اور اپنی حصولیابیوں کا تذکرہ کررہی ہے مناسب ہوگا کہ احتسابی جایزہ بھی لیں سوسالہ مدت کسی قوم ، فرد اور ادارہ کے لئے ایک بڑی مدت ہے کیا اس میں وہ انقلابات برپا ہوئے وہ خواب پورے ہوئے ان ضرورتوں کی تکمیل ہوئ ملکی مسایل میں ملت کی نمایندگی کی شرح مکمل ہوئ جو ہمارے اسلاف کی دیرینہ آرزو تھی اور جس کے پیشِ نظر انھوں نے قربانیوں کی اعلی مثالیں قایم کیں

اور سب سے بڑی آرزو جو شیخ الہند رح کی تھی اور جن بڑے مقاصد کے پیشِ نظر جامعہ ملیہ کی تاسیس میں صاحبِ فراش ہونے کے باوجود آپ تشریف لائے تھے وہ تھی جامعہ کو ملیہ کے ساتھ " اسلامیہ " بنانے کی۔

کیا ہم نے ان بلند مقاصد کی طرف پیش رفت کی ہے اور اسلامی روح کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے ؟

ایک درویش خدا مست کی یاد

بقلم :- مفتی شرف الدین عظیم قاسمی

زندہ قومیں اپنے تاریخی اثاثوں سے محبت رکھتی ہیں، ماضی کی یادگاروں کو حرز جاں بناتی ہیں، عبقری شخصیات کے ایک اک نقوش کو محفوظ رکھتی ہیں اور پھر انہیں نقوش آفتاب و ماہتاب سے مستقبل کی تعمیر کرتی ہیں،

اسلامی روایات میں بھی یہ تصور نہایت روشن اور تابناک ہے، اور اس پر عمل بھی ہر دور میں جاری رہا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شخصی یادگاروں کے حوالے سے اہل اسلام کے یہاں اسلاف سے الفت وعقیدت اور ان کی حیات مبارکہ کی صورت گری اور اس کے تحفظ کے کارنامے انتہائی نمایاں اور امتیازی حیثیت کے حامل ہیں۔

ماضی قریب میں مشرقی یوپی کے ضلع اعظم گڑھ کی ایک باعظمت شخصیت،استاذ العلماء، عظیم مربی ورجال ساز ہستی،حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمی نوراللہ مرقدہ کی ذات بھی انہیں کاروان عشق و وفا میں شامل تھی جنھوں نے قدم قدم پر فکر وفن کے چراغ روشن کرکے کارناموں کی ایک تاریخ رقم کی ہے،

آج کی تاریخ حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی اس دنیائے بے ثبات سے رحلت کی تاریخ ہے، بظاہر آج کی ساعت وہ ساعت ہے جس میں

علم وعمل کا ایک آفتاب غروب ہوا تھا، ایک دنیا یتیم ہوئی تھی،ایک عالم اندھیروں میں غرق ہوا تھا، ایک بھرا پرا شاداب علم وادب کا گلشن ویران ہوا تھا،

لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ آفتاب جو ظاہر میں روشنی لٹا رہا تھا،درو دیوار اور سطح ارض پر

کرنیں بکھیر رہا تھا،اس کی تنویریں بے شمار قلوب کی زمینوں کو بھی عین اسی لمحے اجالوں کی سوغات عطا کررہی تھیں، ظاہری روشنی عارضی تھی سو وہ ختم ہوگئی مگر باطنی نور اب بھی ہزاروں افراد کے وجود میں فانوس کی طرح روشن ہے،

کارنامے شخصیت کو زندگی عطا کرتے ہیں،دائمی زندگی جس کے فنا ہونے کا اندیشہ نہیں،جس کے زوال کا خوف نہیں،حضرت والا کے کارنامے بھی ہمہ جہت ہیں، صد رنگ ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کی حیات بھی کہیں استاذ کی صورت میں علم کی سوغات لٹا رہی ہے، کہیں عشق ومعرفت کے جام سے ایک دنیا کو سیراب کررہی ہے، کہیں خوش بیان اور سحر انگیز خطیب کی صورت میں جلوہ گر ہے، کہیں ادب وانشاء کے گلشن میں زندگی تقسیم کررہی ہے،

غرض فکر وفن کے ہر رنگ اور ہر حیثیت میں یہ یگانہ روزگار شخصیت لوگوں کے ذہنوں میں، شاگردوں کے قلوب میں،متوسلین کے وجود میں،اور عام افراد کے دلوں میں پوری شان سے زندہ و تابندہ ہے،

اس کی حیات پہلے بھی دونوں جہانوں کی کامیابی تلاش کرنے والوں کے لیے سورج تھی آج بھی راہ حق کے مسافروں اور شمع علم کے پروانوں کے لئے منزل رسا کرن ہے، روشنی ہے، مشعل ہے، اور خورشید جہاں تاب ہے،

شرف الدین عظیم قاسمی

مصر میں میں نے کیا دیکھا، کچھ مشاہداتی تاثرات

بقلم :- مفتی اظفر زبیر اعظمی

وقت کیسے گزرتا ہے پتہ ہی نہیں چلتا جب کہ امسال وقت نے اپنی رفتار بہت دھیمی کردی تھی کیوں کہ

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے ، دن عیش کے گھڑیوں میں گزر جاتے ہیں کیسے

مصر آئے ہوئے ایک سال مکمل ہو گیااور آج یہاں سے گھر کے لیے روانگی ہے یہاں آنے کے بعد احباب کی خواہش پر جامعہ ازہر کے بارے میں مختصرا لکھا تھا اور مصر کی زندگی کے بارے میں آئندہ کچھ لکھنے کاوعدہ بھی کر لیا تھا مگر اپنی سستی کی بنا پر تاخیر کرتا رہا اسی کے ساتھ یہ بھی سوچتارہا کہ کہیں گھومنے جانا ہو گا تو لکھ دوں گا مگر کرونا کی انٹرنیشل بندش نے سب کچھ معطل کردیا اور کوہ طور کے سفر کا خواب چکنا چور کردیا۔

بہر حال آہستہ آہستہ جب سب کچھ بحال ہونے لگا تو امتحان کی تیاری شروع ہوگئی چونکہ وقت متعین نہیں ہوپارہا تھا تو ہروقت ایک الجھن سی رہتی تھی خیر خدا خدا کرکے امتحان کی تاریخ کا اعلان ہوا جو 29 اگست کو مکمل ہوا اب گھر جانے کی تیاری شروع ہوگئی مگر نتیجہ کا کچھ اتا پتا نہیں چل رہا تھا اور اس طرح تقریبا ایک ماہ کا وقت گزرگیاایک استاذ سے رابطہ کرکے نتیجہ کا پتہ لگایا تو الحمدللہ انہوں نے خوش کن خبر سے آگاہ کیا کہ ہم لوگ پاس ہیں اور ہم نے سفر کی تیاری کی آج 6اکتوبر کو ہم گھر کی طرف روانہ ہو رہے ہیں آج کا دن مصر کے لیے اہم دن مانا جاتا ہے 6 اکتوبر کو مصر آزاد ہوا تھا البتہ یہاں اس کی وجہ سے بہت

زیادہ دھوم دھام نہیں ہے امتحان کے بعد ہم لوگ گھومنے کے لیے ایک سمندری علاقے پر بھی گئے "مرسی مطروح" نامی اس علاقے میں "بحر متوسط" کے کئی کورنیش کو سیاحتی مقامات میں شمار کیا جاتا ہے

میری رہائش مصر کی راجدھانی قاہرہ کے ایک دیہاتی علاقے میں ہے ویسے قاہرہ شہر انڈیا سے کافی ملتا جلتا ہے

جانے آنے کے لیے بسیں، چھوٹی بڑی ماروتی وین نما کار جسے "عربیہ" کہتے ہیں بکثرت مہیا ہیں فجر کے پہلے سے رات 12 بجے تک آپ بلا تکلف کہیں بھی آجا سکتے ہیں یہاں بسوں کے کرایے کا ایک عجیب نظام ہے آپ کو قریب جانا ہو یا دور کرایہ متعین ہے 5 جنیہ (مصری پاونڈ) جو انڈین 20 روپیہ کے برابر ہے اس نظام کو دیکھ کر بچپن میں پڑھی ہوئی ایک کہانی یاد آتی ہے جس کا عنوان تھا" اندھیر نگری ان بوجھ راجا، ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا"

بسوں میں مانگنے والوں اور بیچنے والوں کا بھی الگ ہی طریقہ ہے وہ ہر مسافر کے اوپر سامان رکھتا ہوا چلا جائے گا اور پھر واپس آئے گا تو سامان اٹھا لے گا اگر کسی کو وہ چیز لینی ہوگی تو وہ رقم دے دے گا کوئی اجنبی آدمی آئے گا تو سمجھے گا شاید بس میں یہ چیز بٹ رہی ہے نئے ساتھی آتے ہیں تو انہیں بتانا پڑتا ہے کہ وہ ٹافی کھا مت لینا وہ ابھی واپس دینا ہے

بسوں میں چوری کا بھی خطرہ بہت رہتا ہے خاص طور پر نئے لوگ دیکھ کر بہ آسانی چوری کرلیتے ہیں بارہا موبائل، پرس چوری کے واقعات ہوتے رہتے ہیں نئے آنے والے طلبہ کو پرانے ساتھی اس طرف بہت توجہ دلاتے ہیں" چوروں سے سودھان" پھر بھی کبھی نہ کبھی غفلت میں چوریاں ہو جایا کرتی ہیں

یہاں پولیس کا نظام بہت ہی چاق و چوبند ہے دنیا کی مضبوط ترین فوج میں مصر کا شمار ہوتا ہے اور اب تو ایک طرح سے فوج کی ہی حکومت ہے سب سے اہم بات جس پر ہم سب کو متوجہ کیا جاتا ہے وہ یہ کہ شرطہ کی رہائش یا تھانہ کے آس پاس کبھی بھی موبائل کا استعمال نہ کریں کیوں کہ اگر انہیں ذرا بھی شک ہوگیا کہ آپ تصویر لے رہے ہیں تو وہ فورا گرفتار کر لیتے ہیں پولیس محکمہ کی کسی طرح کے تصاویر لینا شاید یہاں کا جرم عظیم ہے نئے آنے والے ساتھی اس مصیبت سے بھی دوچار ہوجاتے ہیں

یہاں مخبری کی وبا بھی اپنے عروج پر ہے اس لیے کسی بھی ایسی سرگرمی جسے یہاں کی حکومت اپنے خلاف سمجھتی ہو سختی سے روکا جاتا ہے چاہے وہ تصاویر یا سرچنگ کی شکل میں کیوں نہ ہو البتہ انڈیا کے طلبہ کے تیئں یہاں کے لوگوں کا رویہ نرم ہے خواہ وہ پولیس کا محکمہ ہی کیوں نہ ہو

عام لوگ فلمی دنیا کے حوالے سے ھند کو بہت اچھی طرح پہچانتے ہیں جب بھی یہاں کا عام آدمی سنتا ہے کہ مخاطب ھندی ہے تو فورا امیتابھ بچن ، اور شاہ رخ خان کو ضرور پوچھے گا بعضے بعضے تو سلام بھی کہلواتے ہیں ان میں اکثریت امیتابھ کو مسلم سمجھتی ہے شاید اس نے کوئی مسلم کردار ادا کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ذرا پڑھے لکھے لوگ ذاکر نائک اور احمد دیدات کو بہت یاد کرتے ہیں ذاکر نائک صاحب کی ویڈیوز کا عربی ترجمہ یہاں بہت چلتا ہے اور مصری نوجوان بے حد پسند کرتے ہیں

علماء کا طبقہ ہندوستانی فقہ اور حدیث کی خدمات کو بہت سراہتا ہے تبلیغی جماعت کا کام بھی بہت منظم طریقے سے ہوتا ہے

کھانے پینے کا نظام یہاں تھوڑا مختلف ہے مرچ مسالہ تو بالکل استعمال نہیں کرتے ، یہاں کا

سب سے مشہور کھانا " طعمیہ، فول" ہے جو روٹی سے کھایا جاتا ہے ، طعمیہ اپنے یہاں سے پکوڑی سے ملتی جلتی چیز ہے اور فول یہ راجما ہے اس کھانے پر تمام مصر والوں کا اتفاق ہے ہر گلی نکڑ ہر چوراہے پر فجر سے پہلے سے رات تک دستیاب ہوتا ہے ،

یہاں لوگ حقہ ، سگریٹ اور کالی چائے کے بہت شوقین ہیں جگہ جگہ قہوہ خانہ کھلا ہے جس پر دن رات حقہ ، چائے ، تاش اور کیرم نما گیم کھیلتے رہتے ہیں واضح ہو کہ یہاں کی عوام کی یہ تصویر ہے علماء کا طبقہ ان بازاری حلقوں میں نہیں جاتے ،

یہاں عوام کا لباس مردوں میں ٹی شرٹ ، ٹراوزر ، شرٹ جینس ، عمر دراز لوگ عجیب وغریب رنگ برنگے بے ڈھب سلے ہوئے جبے میں بھی نظر آتے ہیں جب کہ عورتیں عام طور سے رنگین نقاب نما کپڑا پہنتی ہیں چاہے وہ گھر میں ہوں یا باہر سر ڈھکا ہوتا ہے چہرہ کھلا ہوتا ہے مکمل نقاب پوش عورتیں بھی نظر آتی ہیں مگر کم ہیں

ایک اہم بات جس کے بارے میں بہت سے لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ یہاں کا دینی ماحول کیسا ہے اسے بتانے سے پہلے ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ راقم کا اپنا مشاھدہ ہے جو مصر کے ایک شہر قاہرہ کا ہے جو دوسرے شہروں سے مختلف بھی ہو سکتا ہے

دوسری بات یہ کہ ہم جسے دینی ماحول سمجھتے ہیں (مثلا کرتا پیجامہ ، عمامہ ، ٹوپی ، داڑھی ،) وہ یہاں مختلف ہے ظاھر سے پتہ لگانا مشکل ہو گا

چند باتیں میں ذکر کروں گا جس سے یہاں کے لوگوں کا دینی ماحول پتہ چل سکتا ہے

ایک تو یہ کہ یہ لوگ قرآن شریف بہت زیادہ پڑھتے اور سنتے ہیں اور اس میں عوام و خواص سب برابر ہیں ہر دکان پر، ہر ٹیکسی میں، حتی کہ بہت سے " ٹک ٹک " (آٹو) میں آپ کو قرآن سننے کو ملے گا بہت سے نوجوان صرف سنتے سنتے اچھا خاصا قرآن یاد کرلیتے

ہیں بارہا ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھا کہ قرآن شریف ہاتھ میں لیے پڑھ رہے ہیں اور گاڑی چلا رہے ہیں ، بسوں میں جاتے ہوئے نوجوان لڑکے لڑکیاں ہاتھوں میں قرآن لیے پڑھتے رہتے ہیں گو کہ ان کا لباس مکمل ماڈرن ہوتا ہے

قرآن شریف سے ان کے شغف کا اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں : ایک ساتھی کو ایرپورٹ پر پہونچانے جارہا تھا جمعہ کا دن تھا میں نے سوچا راستے میں سورہ کہف پڑھ لیتا ہوں میں پڑھتا رہا گاڑی چلتی رہی سورہ ختم ہوتے ہوتے ہم ایر پورٹ پہونچ چکے تھے ڈرائیور نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ واپس بھی جائیں گے ؟ میں نے کہا جانا تو ہے مگر مجھے وقت لگے گا آپ چلے جائیں میں دوسری کار بک کرلوں گا اس نے کہا نہیں آپ آیئے میں انتظار کروں گا تقریبا ایک گھنٹہ بعد میں آیا تو ڈرائیور نے مجھ سے کہا آپ مجھے سورہ انبیاء سناتے ہوئے چلیں میں آپ سے کرایہ نہیں لوں گا میں اس کی اس درجہ قرآنی محبت پر عش عش کر اٹھا میں نے کہا میں بالکل سناوں گا مگر آپ کو کرایہ بھی لینا ہو گا ۔

اس سے یہاں کے لوگوں کا قرآن سے محبت کا اندازہ کریں

ابھی جلد ہی مولانا خالد سیف اللہ صاحب کا ایک مصر کا سفر نامہ آیا تھا جس میں حضرت نے لکھا ہے کہ یہاں مسجدیں بہت ہیں مگر نمازی بہت کم ہیں ممکن ہے جس مسجد میں مولانا نے دیکھا ہو انہوں نے ایسا ہی اندازہ ہوا ہو مگر عام صورت حال ایسی نہیں ہے بوڑھے تو بوڑھے نوجوان بھی بکثرت مسجدوں میں باجماعت نماز پڑھتے ہیں ،جمعہ کے دن تو اذان اول سے پہلے ہی مسجدوں کا بھر جانا ایک عام سی بات ہے واضح ہو کہ یہاں کا خطبہ بہت لمبا ہوتا ہے اس کے باوجود خطبہ سے قبل مساجد کا بھرجانا یہاں کے دینی ماحول کی عکاسی کرتا ہے

درود شریف پڑھنے پڑھوانے کا بہت عام رواج ہے " صل علی النبی " ہر خاص و عام کی زبان پر ہوتا ہے ، بسوں ، عام شاہراہوں پر " ھل صلیت علی النبی الیوم" کا جملہ بھی یاد دہانی کے لیے لکھا ملتا ہے جو یہاں کے دینی مزاج کا غماز ہے ۔
سب سے زیادہ جو چیز یہاں مشکل پیدا کرتی ہے وہ ہے داڑھی کا نہ رکھنا عوام کا تو خیر پوچھنا ہی کیا خواص اور علماء کا طبقہ بھی اس سنت سے دور ہے شاید ان کا نظریہ داڑھی کے سلسلے میں سنن عادیہ کا ہے ایک عام آدمی اور ایک عالم میں امتیاز کرنا مشکل ہوجاتا ہے البتہ چند گنے چنے علماء اپنے چہرے کو داڑھی سے منور کیے ہوئے ہوتے ہیں انہیں دیکھ جی چاہتا ہے کاش یہاں کے سارے علماء اسے اپنا لیتے تو کتنا اچھا ہوتا داڑھی زی ازہری(جو شیروانی نما ہوتا ہے) اور لال ٹوپی میں وہ بے حد خوبصورت لگتے ہیں
اب جب کہ میں دبئی ایرپورٹ پر اترنے والا ہوں اپنی اس تحریر کو ختم کرتا ہوں یہاں کی گھومنے والی جگہوں ، پیرامیٹ ، اقصر اسوان اسکندریہ ، کوہ طور کے بارے میں آئندہ پھر کبھی۔۔

6 / اکتوبر 2020 ✈️ میں
مفتی اظفر زبیر اعظمی
جامعہ ازہر قاہرہ مصر

شراب کی لت سے چھٹکارہ !

بقلم :- مولانا منصور احمد جون پوری

سوال :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ایک صاحب ہیں جو کہ برے دوستو کی سنگت میں پڑ کر شراب نوشی کرنے لگے ہیں گھر میں دو جوان بچیاں ہیں ان کو زدوکوب کرتے ہیں اپنی اہلیہ پر بھی ظلم کرتے ہیں گھر میں خرچ نہیں دیتے جس کے سبب گھر والے پریشان ہیں اہلِ پاسبان میں اگر کسی کے پاس مجرب وظیفہ ہو تو عنایت فرمائیں شکریہ

سائل :- ابوعبیدہ اعظمی

جواب :- گھر کے سب افراد کو چاہیے کہ وہ اس لڑکے کے لیے دعا کریں، اورسورۂ مؤمن/غافر کی ابتدائی آیات {حم (1) تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (2) غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ } [غافر: 1 3] پڑھ کر اس پر دم کریں۔ اگر وہ خود پڑھ سکتا ہو تو اس سے بھی کہیں کہ وہ یہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے، گھر کا کوئی فرد بھی یہ عمل کرکے اس پر پھونک دے، اس کے دم کا پانی بھی اس کو پلایا جائے، ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ اس بری عادت سے چھٹکارا نصیب فرمائیں گے۔ فقط واللہ اعلم۔۔۔۔۔۔ منقول از فتاوی بنوری ٹاؤن

مجیب :- مولانا منصور احمد جون پوری

چھوٹے بچوں کی نظرِ بد سے حفاظت کی دعائیں

بقلم :- پاسبانی علماء کرام

سوال :- چھوٹے بچوں کے لئے نظرِ بد سے محفوظ رکھنے کی کوئی دعا بتلادیں۔

ڈاکٹر ارشد قاسمی صاحب

جواب :- (1) سات مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھکر دم کردیاکریں

مولانا محبوب عالم صاحب

(2) سورہ ق کی آخری دو آیت، پڑھکر دم کردیاکریں

مولانا عبد الحکیم صاحب

(3) أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّهْ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّهْ وَعَيْنٍ لَّامَّهْ ، تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفَ اَلْفُ ،لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنْ ،۔۔۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ بچوں کے کان میں پڑھی جائے۔۔۔

یہ عمل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی کا بتایا ہوا ہے۔

مولانا احمد ہاشمی صاحب

(4) أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ ، وَشَرِّ عِبَادِهِ ، وَمَنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وان يَّحضرون

مولانا محمد ظفر صاحب

کچھ پل شبلی کالج ودار المصنفین میں

بقلم :- مولانا محمد شاہد الاعظمی

آج بتاریخ 28 اکتوبر بروز بدھ صبح ساڑھے دس بجے کے قریب اپنے ایک رفیق محمد ساجد صاحب کے ساتھ شبلی پی جی کالج اعظم گڑھ کے لئے نکلا۔

لاک ڈاؤن کے بعد کالج میں حاضری کا پہلا موقع تھا چونکہ گزشتہ سال کالج کی لائبریری سے دو کتابیں نکال رکھی تھیں اور لاک ڈاؤن کے چلتے جمع نہیں ہو سکی تھیں، جس کی وجہ سے نئے داخلہ کے لئے ریکارڈ شو نہیں ہو رہا تھا اسی تعلق سے نہ چاہتے ہوئے بھی کالج جانا پڑا۔

لگ بھگ ساڑھے گیارہ بجے ہم لوگ کالج پہنچے بائک کو بیسمنٹ میں کھڑی کرنے کے بعد سیدھے لائبریری کی طرف بڑھے، وہاں پہلے سے جمع کرنے والوں کی ایک طویل قطار لگی ہوئی تھی، میں بھی اس قطار میں شامل ہو گیا اور اپنی باری کا شدت سے انتظار کرنے لگا، خیر جلد ہی نمبر آگیا اور اپنی کتابیں جمع کر کے کیمپس میں آیا، وہاں کئی سارے احباب سے ملاقات ہوئی، پھر اچانک خیال آیا کہ کیوں نہ دار المصنفین کی زیارت کر لوں، چناں چہ اس کا تذکرہ اپنے دوست ساجد سے کیا تو وہ بھی فورا تیار ہو گئے اور ہم دونوں سیدھے دار المصنفین کی طرف بڑھے، جیسے ہی اس کی حدود میں داخل ہوئے سب سے پہلے ہماری نظر علامہ شبلی نعمانی علیہ الرحمہ کی قبر پر پڑی، وہاں جاکر سب سے پہلے فاتحہ پڑھا، فاتحہ وغیرہ سے فارغ ہو کر جیسے ہی آگے بڑھے دار المصنفین کے ایک ذمہ دار اور کئی کتابوں کے مؤلف حضرت مولانا عمیر الصدیق صاحب ندوی سے ملاقات ہوئی، علیک سلیک کے بعد خیر

خیریت دریافت کیا اور اپنا تعارف پیش کیا، مولانا بہت خوش ہوئے اور فرمایا جب بھی موقع ملے تشریف لایا کریں تاکہ بار بار تعارف کی نوبت نہ آئے۔

بہرحال کچھ دیر رسائل وغیرہ کو الٹا پلٹا اور کچھ استفادہ کیا، پھر وہاں سے واپس کیمپس میں آگئے۔

کالج سے نکلنے کے بعد ساجد صاحب نے انڈین نیشنل کانگریس کی قد آور و زمینی سطح کی لیڈر محترمہ صبیحہ انصاری صاحبہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی، چونکہ ان کا مکان شبلی کالج سے بالکل متصل ہی تھا، اس لیے ان کے مکان کی طرف بڑھے، چند لمحے میں ہم ان دولت کدہ پر تھے، آفس میں ان کے شوہر پہلے سے موجود تھے، سلام مصافحہ کے بعد ہم لوگ بیٹھ گئے، کچھ دیر کے بعد محترمہ صبیحہ انصاری صاحبہ بھی تشریف لائیں، اس سے پہلے بھی میری ایک بار ملاقات ہو چکی تھی اس لئے دیکھتے ہی فورا پہچان گئیں اور خیریت دریافت کیا۔

ہم لوگ وہاں کچھ دیر ٹھہرے، اس دوران ملک کے حالات اور سیاسی اتار چڑھاؤ پر تبادلہ خیال بھی ہوا۔ پھر ہم لوگ وہاں سے اجازت لے کر گھر کے لئے رخصت ہوئے۔

محمد شاہد الاعظمی

ہمارے مسائل اور ان کا حل

بقلم :- مفتی شاکر نثار المدنی

مسئلہ نمبر ١٦

مَردوں کے لیے چاندی کی انگوٹھی

سوال : مَردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی پہننا درست ھے یا نہیں؟ اگر درست ھے تو کتنے گرام.

المستفتی : فضل محمد فلاحی ممبر پاسبان علم وادب

الجواب بأسم الملهم للصدق والصواب : مَردوں کے لیے صرف چاندی کی چار ماشہ یعنی 3.03775 گرام (اور بعض حضرات کے نزدیک 4.5 گرام) کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے لیکن بادشاہ، قاضی اور متولی وغیرہ جن کو مہر لگانے کی ضرورت پیش آتی ہے ان کے علاوہ کو نہ پہننا ہی بہتر ہے.

وترک التختم لغير السلطان والقاضي وذی حاجة إليه كمتولٍّ أفضل

(الدر المختار)

وقال فی رد المحتار: (قوله وترك التختم إلخ) أشار إلى أن التختم سنة لمن يحتاج إليه كما في الاختيار قال القهستاني: وفي الكرماني نهى الحلواني بعض تلامذته عنه ، وقال: إذا صرت قاضيا فتختم وفي البستان عن بعض التابعين

لا يتختم إلا ثلاثة : أمير ، أو كاتب ، أو أحمق.

(رد المحتار ، دار الكتب العلمية، بيروت)

هذا ما ظهر لي والله أعلم وعلمه أتم وأحكم

حرره العبد محمد شاكر نثار المدني القاسمي غفرله

استاذ الحديث والفقه بالمدرسة الاسلامية العربية

بيت العلوم سرائمير أعظم جره الهند--------

2_9_1439ه 18_5_2018م الجمعة---------

مسئلہ نمبر ۱۷

بحالت روزہ پانی میں دوا ملا کر کلی کرنا

سوال: روزہ کی حالت میں ہومیوپیتھک دوا کو پانی میں ملا کر صرف کلی کرنے سے روزہ پر کچھ اثر پڑے گا یا نہیں؟ برائے کرم تشفی بخش جواب عنایت فرماکر مشکور ہوں۔

المستفتی: محبوب الاسلام مغربی بنگال

الجواب باسم الملهم للصدق والصواب: صورت مسؤولہ میں دوا سے ملے ہوئے اس پانی کا کوئی جز حلق کے ذریعہ سے اندر تک نہ پہنچے؛ بلکہ کلی کرنے کے بعد دوا کا جو کچھ اثر باقی ہو وہ فوراً تحلیل ہوجائے، تو اُس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

نوٹ: بلا سخت ضرورت کے روزہ کی حالت میں اس طرح کے پانی سے کلی کرنا مکروہ ہے؛

کیوں کہ لعاب کے ذریعہ سے دوا کا اثر حلق تک پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے.

لو ذاق دواء فوجد طعمه في حلقه، زيلعي وغيره۔ وفي القهستاني: طعم الأدوية وريح العطر إذا وجد في حلقه لم يفطر كما في المحيط۔ (شامي ٣/٣٦٧ زكريا، ٢/٣٩٦ كراچي)

وكذا إذا ذاقت شيئًا بلسانها؛ لأن فيه تعريض الصوم للفساد۔ (الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية ٤/١٠٠)

وكره له ذوق شيء، وكذا مضغه بلا عذر۔ (البحر الرائق ٢/٤٨٨-٤٨٩ زكريا، الدر المختار مع الشامي ٣/٣٩٥ زكريا، ٢/٤١٦ كراچي)

والمفطر إنما هو الداخل من منافذ للاتفاق على أن من اغتسل في ماء فوجد برده في باطنه أنه لا يفطر۔ (شامي ٣/٣٦٧ زكريا، ٢/٣٩٥ كراچي).

هذا ما ظهر لي والله تعالى أعلم وعلمه أتم وأحكم

حرره العبد محمد شاكر نثار المدني القاسمي غفر له

استاذ الحديث والفقه بالمدرسة الاسلامية العربية

بيت العلوم سرائمير أعظم جره الهند۔۔۔۔۔۔۔

1439'9'3ه 2018'5'19م السبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مسئلہ نمبر ۱۸

مسجد کی جماعت کی عورتوں کا اپنے گھر سے اقتدا کرنا

سوال: السلام علیکم اس مسئلہ کا جواب مطلوب ہے اگر مسجد میں تراویح کی نماز جماعت کیساتھ ھو رھی ھے کیا عورتیں اپنے گھروں سے مسجد کے اسپیکر کی آواز سن کر اقتداء کرسکتی ہیں؟

المستفتی: ڈاکٹر محمد عدنان (ممبر ماہنامہ روشنی)

الجواب باسم الملهم للصدق والصواب: اگر گھر اور مسجد کے درمیان راستہ نہ ہو بلکہ گھر مسجد سے اتنا متصل ہے کہ اتصال صفوف پایا جائے تو اقتدا درست ہے ورنہ نہیں.

لو اقتدى خارج المسجد بإمام في المسجد، إن كانت الصفوف متصلة جاز، وإلا فلا. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، باب تقدم الإمام على المأموم زكريا ١/٣٦٢، كراچي ١/١٤٦).

ويجوز اقتداء جار المسجد بإمام المسجد وهو في بيته إذا لم يكن بينه وبين المسجد طريق عام. (هنديه، كتاب الصلاة، الفصل الرابع في بيان ما يمنع صحة الإقتداء وما لايمنع قدم زكريا١/٨٨، جديد زكريا ديوبند١/١٤٦)

عن مالك عن الثقة عنده أن الناس كانوا يدخلون حجر أزواج النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاة النبي صلى الله عليه وسلم، فيصلون فيها الجمعة. (السنن

الكبرى للبيهقي، دار الفكر جديد ۴/۲۷۸، رقم: ۵۳۵۱).

هذا ما ظهر لي والله أعلم وعلمه أتم وأحكم

حرره العبد محمد شاكر نثار المدني القاسمي غفر له

استاذ الحديث والفقه بالمدرسة الاسلامية العربية

بيت العلوم سرائمير أعظم جره الهند--------

1439'9'3ھ 2018'5'19م السبت-----------

مسئلہ نمبر ۱۹
روزہ کی حالت میں قے کا حکم

سوال: قے سے روزہ ٹوٹنے کی کیا شکل ہوسکتی ہے ؟؟

المستفتی محمد یعقوب اعظمی (مقیم حال ملیشیا)

الجواب بأسم الملهم للصدق والصواب: روزہ کی حالت میں اگر خود بخود قے ہوجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے منہ بھر ہو یا اس سے کم، بشرطیکہ قے کو منہ سے باہر کر دیا ہو یاخود بخود اندر چلی جائے اوراگرمنہ بھر ہو اور اور نگل جائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور اگرجان بوجھ کر روزہ یاد ہونے کی حالت میں مثلاً انگلی ڈال کر قے کی تو منہ بھر کر قے کرنے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر منہ بھر سے کم ہے تو اس بارے میں اختلاف ہے، حضرت امام محمدؒ سے ظاہر الروایہ میں مروی یہ ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا

جب کہ حضرت امام اَبو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا، بعض فقہاء نے امام ابویوسفؒ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ لیکن امام محمدؒ کے قول میں احتیاط زیادہ ہے۔ (کتاب المسائل ۲/۱۵۵- ۱۶۳)

وإن ذرعه القيء وخرج ولم يعد لا يفطر مطلقاً ملأ أو لا. فإن عاد بلا صنعه ولو هو ملأ الفم مع تذكره للصوم لا يفسد، خلافاً للثاني، وإن أعاده أفطر إجماعًا إن ملأ الفم وإلا لا، هو المختار۔ وإن استقاء أي طلب القي عامداً أي متذكرًا لصومه إن كان مِلء الفم فسد بالإجماع مطلقًا، وإن أقل لا، عند الثاني وهو الصحيح۔ لكن ظاهر الرواية كقول محمدؒ إنه يفسد كما في الفتح عن الكافي۔ (درمختار، كتاب الصوم / باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ۳/۳۹۲-۳۹۳ زكريا، مراقي الفلاح / باب في بيان ما لا يفسد الصوم ۳۶۲ کراچی، هداية ۱/۲۱۸، البحر الرائق ۲/۲۷۴ کراچی)

وإن استقار عمداً وخرج إن كان مل الفم فسد صومه بالإجماع ...... وإن كان أقل من مل فمه أفطر عند محمدؒ ... ولا يفطر عند أبي يوسف وهو المختار عند بعضهم لكن ظاهر الرواية كقول محمد ذكره في الكافي۔ (فتح القدير ۲/۳۴۰ دار الفكر بيروت)۔۔ هذا ما ظهر لي والله تعالى أعلم وعلمه أتم وأحكم

حرره العبد محمد شاکر نثار المدني القاسمي غفر له

استاذ الحديث والفقه بالمدرسة الاسلامية العربية

بيت العلوم سرائمير أعظم جره الهند۔۔۔۔۔۔۔۔

1439-9-5ھ 21-5-2018م الاثنين۔۔۔۔۔۔۔۔

مسئلہ نمبر ۲۰

عورتوں کو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھانا

سوال: کیا مستورات کی تراویح جماعت کے ساتھ ہو سکتی ہے؟

اس طرح پر کہ امام بالغ مرد ہو. اور اسکے ساتھ کچھ بالغ مقتدی مرد ہوں. پھر چادر کا پردہ ہو. اس کے پیچھے عورتوں کی صف ہو.

کیا اس طرح عورتوں کی تراویح جماعت کے ساتھ جائز ہے؟

المستفتی منظر کمال ندوی مئو

الجواب بأسم الملهم للصدق والصواب: جی سوال میں مذکورہ صورت میں عورتوں کا تراویح کی جماعت میں شریک ہونا درست ہے.

نوٹ: اگر صرف محرم عورتیں جماعت میں شریک ہوں تو پردہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر غیر محرم عورتیں بھی شریک ہوں تو ان کو پردہ میں رہنا ضروری ہے بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو؛ چونکہ اس زمانہ میں فتنہ کا قوی امکان ہوتا ہے اس لئے غیر محرم عورتوں کو

جماعت میں شریک ہونے سے احتراز کرنا چاہیے.

عن أم حميد امرأة أبي حميد الساعدي رضي اللّٰه عنها أنها جاء ت إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقالت: يا رسول اللّٰه! إني أحب الصلوة معک، فقال: قد علمت إنک تحبين الصلوة معي وصلوتک في بيتک خير من صلوتک في حجرتک، ... الخ۔ (مسند أحمد ۶/۳۷۱، صحح ابن خزيمة رقم: ۱۶۸۹، صحيح ابن حبان رقم: ۲۲۱۷)

عن أبي عمرو الشيباني أنه رأى عبد اللّٰه يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة ويقول: أخرجن إلى بيوتكن خير لكن۔ (المعجم الكبير ۹/۲۹۴ رقم: ۹۴۷۵)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنهما أنه كان يحلف فيبلغ في يمينه ما من مصلى للمرأة خير من بيتها إلا في حج أو عمرة۔ (رواه الطبراني في الكبير ۹ رقم: ۹۴۷۵، مجمع الزوائد ۱/۱۵۵).۔۔۔۔ ويكره حضورهن الجماعة مطلقاً على المذهب كما تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره، ولا محرم منه كأخته أو زوجته أو أمته، أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لايكره۔ (شامي ۲/۳۰۷ زكريا، ۱/۵۶۶ كراچي)

ویکرہ حضورہن ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقاً، ولو عجوزا لیلاً علی المذہب المفتی بہ۔ (شامي ۲/۳۰۷ زکریا)

وکرہ لهن حضور الجماعة إلا العجوز في الفجر والمغرب والعشاء، والفتوی الیوم علی الکراہة في کل الصلوات الخ۔ (الفتاویٰ الهندیة ۱/۸۹)

واختار المتأخرون کراہة خروج العجائز أیضا لیلاً کان أو نهاراً لفساد الزمان۔ کذا في الدر (۱:۵۹۱).

ھذا ما ظهر لي واللہ أعلم وعلمه أتم وأحکم

حررہ العبد محمد شاکر نثار المدني القاسمي غفرله

استاذ الحدیث والفقه بالمدرسة الاسلامیة العربیة

بیت العلوم سرائمیر أعظم جرہ الهند۔۔۔۔۔۔۔

1439/9/5ھ 21/5/2018م الاثنین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیکر شجاعت، شاعر رسول حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ

بقلم :- مولانا عبداللہ فرحان قاسمی خیرآبادی

موسم خزاں میں پورے چمن پر پژمردگی چھاجاتی ہے، شاخیں سوکھ سوکھ کر زمیں بوس ہو جاتی ہیں اسی طرح انسان کے اندر دل چمن کی طرح ہے جب تعلیمات اسلام کے ذریعہ اس کی آبیاری ہوتی ہے تو چمن دل ہرا بھرا ہوجاتا ہے۔جیسا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے کا مشہور واقعہ ہے جن کا مقام و مرتبہ دربار رسالت میں بڑا اعلی و ارفع تھا۔ محسن انسانیات محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے آپ سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ آپ اسلام لانے میں السابقون الاولون من المھاجرین والانصار میں سے تھے ہجرت سے قبل بیعت ثانیہ میں 73 انصاری صحابہ میں سے ایک تھے آپ نے رات کی تاریکی میں چھپ کر آفتاب رسالت کے دست نبوت پر اسلام قبول کیا اور اطاعت رسول وحمایت اسلام میں اپنا تن من دھن لگا دینے پر بیعت کی۔

اسلام لانے کے بعد آپ نے اپنی جسمانی، ذہنی اور لسانی قوت کو رسول کائنات فخر موجودات نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدح سرائی اور دین کی حمایت و نصرت میں صرف کی۔جب میدان جنگ میں مخالفین اور مشرکین مکہ نے اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف زبان و بیان کو بطور ہتھیار استعمال کیا تو اسلام کی حفاظت اور شان رسالت کی صیانت میں جن شعراء نے زبان و ادب کے تیر چلائے اور اپنے اشعار کے ذریعے شعراء مشرکین کا ناطقہ بند کیا ان میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پیش پیش تھے ان دونوں کی شاعری نے وہ اثر دکھایا کہ کفار و مشرکین کے بڑے بڑے جیالے بھی اپنی

شکست خوردگی پر مجبور ہو گئے ۔آپ شاعری کی دنیا میں ایک بہترین شاعر تھے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بذات خود آپ سے مدحیہ اشعار سنتے تھے اور تعریف فرماتے تھے ۔چنانچہ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے زیادہ فی البدیہہ زود گو شاعر نہیں دیکھا آپ جب مدحیہ قصیدہ کہتے تھے تو فصاحت و بلاغت کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا اور الفاظ و عبارات کے دریچے کھل جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہمہ تن سماعت فرمانے لگتے چہرہ انور دمکنے لگتا۔ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ اس شعر پر پہونچے

انت النبی ومن یحرم شفاعتک : یوم القیامہ لقد ازری القدر

آپ ہی نبی ہیں اور جو شخص قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے محروم رہ جائے گا تو بالیقین اس کی قسمت ہی پھوٹ گئی ہے ۔

فثبت اللہ ما اعطاک من حسن : تثبیت موسی و نصرا کالذین نصروا

اللہ تعالٰی نے جو خوبیاں آپ کو عطا فرمائی ہیں وہ آپ کو ثابت قدم رکھے جس طرح موسی علیہ السلام کو ثابت قدم رکھا اور جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کو مدد و کامیابی ملی ۔

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فورا دعا دی ۔اے ابن رواحہ اللہ تعالٰی تم کو بھی ثابت قدم رکھے ۔ہشام بن عروہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے ان کو ایسی ثابت قدمی عطا فرمائی کہ بحیثیت سپہ سالار مجاہدین موتہ کی قیادت کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

نظم ! پاسبان علم و ادب

بقلم :- مولانا فیضان احمد اعظمی

علم و دانش کا ہے گلستاں پاسبان
ہے ہمارے لئے حرز جاں پاسباں

مثل محبوب کے زلف میں پیچ وخم
تیرے گیسو بھی ڈھاتے ہیں ظلم و ستم
نازونخرے بھی تیرے نہیں کچھ ہیں کم
تیری دلکش اداؤوں پہ مرتے ہیں ہم

حسن تیرا بہت... دلستاں پاسباں
ہے ہمارے لئے حرز جاں پاسباں

علم کا ہے مہکتا ہوا .... یہ چمن
علم کی کہکشاں سے....... سجا یہ گگن
گلستان ادب کا.......... گل و یاسمن
خوشبوؤں سے معطر ہے اس کا صحن

علم وفن کا حسیں گلستاں پاسباں
ہے ہمارے لئے حرز جاں پاسباں

بادہ خواروں سے آباد میخانہ ہے
روزوشب گردشوں میں یہ پیمانہ ہے
ساقیوں کا بھی انداز مستانہ ہے
ہر کوئی ہوگیا ... تیرا دیوانہ ہے

شیخ خالد ہیں روح رواں پاسباں
ہے ہمارے لئے حرز جاں پاسباں

اہل باطل کی خاطر تو تلوار ہے
تیز اس سے بھی بلکہ تری دھار ہے
خالی جائے نہ کوئی ترا وار ہے
دین حق کے لئے ایک ہتھیار ہے

اہل حق کا تو ہے ترجماں پاسباں
ہے ہمارے لئے حرز جاں پاسباں

انجمن جب یہ ...... پہلے سجائی گئی
علم کی ایک شمع .... جلائی گئی
پھر مئے علم محفل.... میں لائی گئی
تشنگی علم و فن کی......... بجھائی گئی

ہو گیا آشنا....... اک جہاں پاسباں
ہے ہمارے لئے حرز جاں پاسباں

جان و دل سے فدا تیرے پروانے ہیں
تیری ہر اک ادا کے یہ دیوانے ہیں
سب کے ہونٹوں پہ تیرے ہی افسانے ہیں
ان کے ہاتھوں میں تیرے ہی پیمانے ہیں

بس زباں پر تری داستاں پاسباں
ہے ہمارے لئے حرز جاں پاسباں

ہیں سراپا **شفیق** .بانی............ پاسباں
ان کی شفقت کا شاہد ہے یہ کاروان
ان کی محنت سے روشن ہے یہ کہکشاں
جن کا اخلاص ہے آج سب پر عیاں

ایسا تجھ کو ملا........ باغباں پاسباں
ہے ہمارے لئے... حرز جاں پاسباں

خوشبوؤں سے تری یوں ہی مہکے فضا
یوں ہی دائم رہے..... تیرا جلوہ سدا
پہنچے دنیا میں ہر سمت..... تیری صدا
دل سے **فیضان** کی ہے یہی اب دعا

تیرے میکش رہیں شادماں پاسباں
ہے ہمارے لئے حرز جاں پاسباں

☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆

،،تجارت وملازمت اور مدارس ،،

بقلم :- مولانا شفیق قاسمی اعظمی ●

فراغت کے بعد پہلا سفر امارات کا ہوا، مناسب ملازمت کی تلاش اور جستجو میں مختلف اخبارات کی ورق گردانی کے ساتھ ساتھ حکومتی اداروں کا طواف بھی جاری تھا، ایک دن یہ اعلان تمام عربی جرائد میں توجہ کا مرکز بن گیا کہ ،، امارات کے مدارسِ حکومیہ کو روضہ، ابتدائیہ، اعدادیہ کے لئے اتنے(درست تعداد یاد نہیں) اساتذہ کی ضرورت ہے خواہش مند حضرات اپنی سرٹیفکیٹس کے ساتھ ،،وزارۃ التربیۃ والتعلیم،، (منسٹری آف ایجوکیشن) دبی اور ابوظبی حاضر ہوں

اس وقت میں شارجہ میں اقامت پذیر تھا بغیر کسی کو مطلع کئے ،، وزارۃ التربیۃ والتعلیم،، دبی پہونچا تو وہاں ایک لمبی قطار تھی دیکھنے میں سب عرب لگ رہے تھے ،میں بھی اسی قطار کا حصہ بن گیا، تقریبا آدھ گھنٹہ انتظار کے بعد میرا نمبر آگیا، میں نے اپنی سند(شھادۃ الفضیلۃ) اس شخص کے سامنے رکھ دی جو اوراق چیک کر کے استمارہ (فارم) دے رہا تھا اس نے میری سند یہ کہ کر واپس کردی کہ ،،ھذہ غیر مصدقۃ،،

اس جملہ کو سمجھنے کے لئے مزید سوال کیا تو اس نے بتایا کہ انڈیا میں امارات ایمبیسی کا اسٹمپ اس سند پر لگا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر درخواست ناقابل قبول ھے ۔

واپس آکر میں نے پہلا کام یہی کیا کہ دلی اپنے ایک جاننے والے سے بات کرکے سند تصدیق کے لئے ارسال کردی لیکن درخواست دینے کے لئے صرف پانچ دن تھے اس لئے تصدیق مکمل ہونے تک درخواست کا وقت بھی ختم ہوگیا۔

ابوظبی اوقاف میں امامت کے لئے تعین ہوچکی تھی،ایک دن معادلہ شھادات کی بات

ہوئی تو میں بھی ،،وزارۃ التعلیم العالي/ ابوظبی،، پہونچ کر معادلہ کے لئے درخواست دے دی میری سند(شھادۃ الفضیلۃ) لجنۃ معادلات الشھادات میں پیش کی گئ تو یہ جملہ (ھذہ أکادیمیۃ غیر معتمدۃ) لکھ کر معادلہ مرفوض کردیا گیا،اس سلسلے میں دارالعلوم میں استاذ محترم حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے کافی تعاون کیا،
دارالعلوم کا پورا نصاب اور دیگر کاغذات ارسال کرکے کہا کہ دیکھو ان سے کام ہوجاے تو بہتر ہے لیکن لاکھ کوشش کے باوجود بھی کام نہ ہوسکا۔
میں نے یہ سوچ کر کہ مدارس ہند بالخصوص دارالعلوم کی سند کا یہاں معادلہ ہوجاے تاکہ فضلاء مدارس کو یہاں نوکری میں آسانی ہو کوشش جاری رکھی مختلف کاغذات یہاں تک کہ یوپی مدرسہ بورڈ کے بھی بہت سارے کاغذات حاصل کرکے پیش کیا تب بھی کام نہ ہوسکا کیونکہ ضرورت تھی کہ دارالعلوم کا وفد یہاں آکر اس معادلہ کے سلسے میں بات کرے یا آفیشیل طریقہ سے اپنا مکمل منہج تعلیم بھیج کر معادلہ شھادات کی درخواست کرے۔
موجودہ مہتمم صاحب (جب صرف شوری کے ممبر تھے) کی شارجہ تشریف آوری ہوئی میں نے یہی مذکورہ کوشش کی درخواست کی تو انہوں نے یہ کہا کہ
،، ہمارے یہاں تعلیم کا مقصد نوکری حاصل کرنا نہیں ہے ،،
پھر تو میں نے کوشش ترک کردی۔
آمدم برسر مطلب،،
مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا،جب میں ملازمت کے ساتھ تجارت کی فیلڈ میں آیا تو رفتہ رفتہ شوق مطالعہ میں کمی آنے لگی یہاں تک کہ اب کتاب دیکھنے کی نوبت ھی نہیں آتی ،لکھنے،پڑھنے میں تکاسلی اور سستی ہونے لگی تو یہی سمجھ میں آیا کہ دارالعلوم کا موقف

درست ہے ہمیں غلط ہیں کیونکہ اگر تمام فضلاء غیر مدارس کی ملازمت اور تجارت میں لگ کر میری ہی طرح متکاسل ،سست ہوگئے تو ایک دن ایسا ہوگا کہ قرآن و حدیث پڑھانے والا کوئی نہیں ملے گا اور مدارس اسلامیہ اپنی حقیقت اور شناخت کھو بیٹھیں گے ۔

شفیق قاسمی،اعظمی

پاسبان علم وادب

03/07/2020

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ.

محترم شفیق صاحب قاسمی،اعظمی کا مضمون پڑھا، ان کی ملازمت کے نام پر کوشش اور ناکامی مزید براں ان کے دارالعلوم کی شہادت تئیں ارادے ، منصوبے ، پھر موجودہ حضرت مہتمم صاحب حفظہ اللہ کی شارجہ میں ملاقات اور حضرت کا جواب (ہمارے یہاں تعلیم کا مقصد نوکری حاصل کرنا نہیں ہے)۔۔۔۔۔۔۔

اس پر چند باتیں میں کرنا چاہتا ہوں اور اپنی باتوں کے رد و قبول پر تبصرہ بھی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہیں

1 : نوکری اور ملازمت میں کیا فرق ہے ؟۔۔۔

2 : انڈیا کے سارے مدارس کے تعلیمی موظفین کیا ہیں ؟ (مدرس ، ملازم ، نوکر)۔۔۔

3 : شفیق قاسمی صاحب جس مدرسہ میں استاذ کے لئے درخواست دینا چاہتے تھے اس کا کیا نام دیا جائے ؟ (نوکری ، ملازمت ، مدرسیت)۔۔۔

4 : ان کی شہادت الفضیلہ ان کے فضیلت ہونے کی گواہی نہیں دے سکی تھی کیا اس لئے

ان کی درخواست قبول نہیں کی گئی ؟۔۔۔
اگر ایسا ہی ہے (جیسا کہ مضمون میں اسی بات کا اشارہ ملتا ہے) تو بہت ہی افسوسناک معاملہ ہے ۔۔۔
5 : کیا مادر علمی دارالعلوم کا یہ وضع کردہ معیار ہے کہ جو فاضل دارالعلوم انڈیا کے کسی مدرسہ میں پڑھائے گا اسی پر تعلیم کے مقصد کا اتمام حجت ہو گا اور اس کے علاوہ کسی بھی جگہ زور آزمائی کرنے والا نوکری کا متلاشی مانا جائیگا ؟۔۔۔
6 : کیا ہر سال کے سارے فارغین ہر سال مدرسہ میں جگہ پا جائینگے پرانے لوگوں کی موجودگی کے ساتھ ؟۔۔۔
اگر نہیں تو وہ کیا کریں ؟
معاش کا کیا ہو گا ؟
کیا تلاش معاش توکل کے خلاف ہے ؟
جو بارہ تیرہ سال صرف مدرسہ کی ہی چہار دیواری میں لگایا ہو اس کے پاس شہادت الفضیلت کے علاوہ علمی لیاقت کا اور کونسا ثبوت ہو گا اس کاغذی دنیا میں جس کی بدولت وہ آگے بڑھے ؟
کیا مدرسہ کے سارے مدرسین بلا تنخواہ درس دیتے ہیں ؟
7 : تعلیم کے مقصد کا اتمام کس شکل میں مانا جائے ؟ (مدرسی ، امامت ، خدمت خلق ، رزق حلال ، والدین کی اطاعت و خدمت ، اولاد کی پرورش ، تجارت ، تصوف ، مجاہدہ ، اعلاء کلمۃ اللہ ، دعوت الی اللہ ، اپنے علمی لیاقت و شہادت کی بدولت معیاری منصب حاصل کر کے خدمت کے راستے ہموار کرتے ہوئے خدمت کرنا ، وغیرہ وغیرہ)۔۔۔

8 : دارالعلوم کے شوری کا اپنے مزعومہ تعلیم کا مقصد بنا کر اسے القائیت کا مترادف مان کر اپنے اختیارات کا ملکِیت کا درجہ دینا کیا یہ قومی مفاد میں ہو سکتا ہے ؟۔۔۔
9 : محترم شفیق صاحب اپنی کوتاہی کو حضرت مہتمم صاحب کی بات کی تائید کے لئے پیش کئے ہیں جو قطعا غیر مناسب ہے ، حضرت مہتمم صاحب کا جواب کس حد تک درست یا غیر درست ہے یہ تو بعد کی بات ہے لیکن ایک بات مسلم ہے کہ کسی نقص کی تائید میں کسی نقص کو پیش کر دینے سے نقص کی تکمیل ممکن نہیں ہوسکتی بلکہ دونوں ہی ہر حال میں نقص ہی رہینگے ، جو فضلاء حفظ پڑھانے لگیں ہوں یا اسلامی مکاتب میں ابتدائی دینیات کی تدریس کر رہے ہوتے ہیں وہ بھی مطالعہ سے کوسوں دور ہوجاتے ہیں ، ان کو کیا کہا جائے کہ وہ نوکری کر رہے ہیں یا تعلیم کے مقصد کا اتمام حجت ؟۔۔۔
10 : اہل مدارس کے اساتذہ کو سارا دن عصر تک پھنسا کر رکھنا اور پھر مغرب سے عشاء بعد تک نگرانی کے نام پر حاضر رہنے کی پابندی کروانا کہاں کا انصاف ہے ؟۔۔۔
ان کی تنخواہوں کا معیار کیا ہونا چاہئے ؟۔۔۔
میں بھی جس مدرسے میں 6 سال موظف تھا اسی مدرسہ میں 12 سال طالب علم رہا ، مدرسہ کے نشیب و فراز سے واقفیت ہونے کی وجہ سے ایسا دلی لگاو تھا کہ وہاں سے نکل کر کسی دوسرے مدرسہ میں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا ، گاوں پاس کے لوگوں کے یہاں موسم بہ موسم جب بھی جانا ہوتا تو لوگ اسی مدرسہ کا سمجھتے تھے (حالانکہ فراغت کے بعد دو تین جگہ تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے اس سے پہلے خدمت کیا تھا لیکن لوٹی وہیں پے خاک جہاں کا خمیر تھا) ، اور 2009 کا سال میرے لئے اس سے نکلنے کا سال بنا اس وقت میری تنخواہ ستائیس سو 2700 انڈین روپیہ تھی ، میرے والد صاحب مرحوم کی طبیعت

1 جنوری 2009 کو بہت خراب ہوگئی اور بائیسویں دن انتقال بھی ہو گیا (اناللہ وانا الیہ راجعون ، اللہ تعالی میرے والد صاحب کی مغفرت فرمائے اور اعلی علیین میں مقام عطاء کرے
آمین یارب العالمین) ۔
میں مدرسہ میں دوام پر تھا ، مدرسہ کے دفتر میں فون گیا جس میں میرے لئے گھر پر بلاوا تھا ، اتفاق سے ناظم اعلی صاحب دفتر میں ہی تھے مجھے دفتر بلا کر خبر دیتے ہوئے چھٹی دے دی گئی ، والد صاحب کے انتقال کے صدمہ سے بوجھ تلے چند ایام بعد مدرسہ کی ڈیوٹی پر پہونچا ، ان پورے غیر حاضری کے ایام کی تنخواہ کاٹی جاچکی تھی ، ستائیس سو کی اہلیت کا ملازم سمجھا جانے والا اس وقت دو بیٹی کا باپ تھا ، اپنے مرحوم والد کی تیمار داری کے خدمت کا انجام کیسا پایا ، اس وقت میری عمر 32 سال تھی جس میں سے میرے 18 سال اسی مدرسے میں گذرے ہوئے تھے ماشاءاللہ تبارک اللہ ،
لیکن میرے ذہن میں اچانک ایسی تبدیلی آئی کہ 3 مہینہ بھی اس کے بعد وہاں نہیں رک سکا ، فروری میں ڈیوٹی پر پہونچا اور اپریل کے دوسرے عشرہ میں چھٹی لے کر تیسرے عشرہ میں سعودیہ عربیہ کا سفر کر لیا۔
کیا یہ تیمار داری تعلیم کے مقصد کا حصہ ہے یا نہیں ؟
اگر نہیں ہے تو ایسی تعلیم ہی بے مقصد مانی جائیگی ۔
اور اگر ہے تو انجام ------------ ؟
مجھ جیسے تنگ دست فاضلین کیسا فیصلہ لیں ؟---
ان کی تعلیمی لیاقت کے لئے جو شہادت ہے وہ تو -------------،،

ازہر ہند کے نزدیک تعلیم کا مقصد کیا ہے ؟
میری گذارش ہے کہ فاضلین کے مستقبل کو دیکھتے ہوئے اور قومی مفاد و ترقی کو مد نظر رکھتے ہوئے فراخدلی سے لائحہ عمل تیار کریں ، شهادة الفضيلة کی حیثیت کو وسیع تر کر کے فاضلین کے لئے میدان عمل کا راستہ ہموار کریں تاکہ فاضلین ہر میدان عمل میں زور آزمائی کر سکیں ۔
یہ چند باتیں جو میں نے لکھا ہے اس پر تنقید و تبصرہ کی مکمل گنجائش ہے جس کا مجھے انتظار رہیگا

ان شاءالله ـ

جزاكم الله خيرا ـ

ابو نعمان ہندی :

متعلم كليه قسم الشريعه ،

كلية المسجد النبوي ،

المدينة المنورة ، زادها الله شرفا و عظما .

مولانا ابوالنعمان صاحب
وعلیکم السلام ورحمہ
کسی تحریر پر نقد و تبصرہ کے لئے ضروری ہے کہ اس تحریر کے پس منظر اور بیک گراونڈ کو سمجھا جائے،ایک ایک لفظ اور جملے کو پڑھ کر اس کی گہرائی تک پہونچا جائے،جب پورے

مضمون کا مفہومی خاکہ ذہن و دماغ میں منقش ہوجاے اس کے بعد کچھ تنقیدی تبصروں سے عوامی پلیٹ فارم کے ذریعہ عوام کے سامنے اپنے لئے رسوائی فراہم کرنے کی کوشش کی جاے یا صاحب تحریر کو مورد الزام ٹھہرایا جاے۔

میری یہ تحریر صرف پاسبان علم وادب کے لئے تھی جس میں مذکورہ موضوع زیر بحث تھا، یہی وجہ ہے کہ میں نے اسے کہیں اور شیئر نہیں کیا، اس میں تو اپنا تجربہ، ملازمت کی کوشش میں ناکامی کا سبب شہادت کا معادلہ بیان کیا ہے اور آخر میں یہ پیغام پنہاں تھا کہ اگر تمام علماء کرام تجارت میں یا (غیر مدارس) ملازمت میں لگ جائیں گے تو دینی اعتبار سے کافی نقصانات ہیں۔

آپ پر واجب تھا کہ اس کا کوئی حل اور راے پیش کرتے لیکن افسوس کہ آپ تو کعبہ نہ جاکر ترکستان کی راہ چل پڑے۔

شفیق قاسمی، اعظمی
پاسبان علم وادب
04/07/2020

ماہنامہ النخیل مطالعہ نمبر

بقلم :- مولانا ضیاء الحق خیر آبادی (حاجی بابو)

ماہنامہ النخیل کا مطالعہ نمبر ملا ، عروس جمیل در لباس حریر کا صحیح مصداق، نہایت عمدہ ومعیاری کاغذ، طباعت اور جلد، جس طرح حسن ظاہر نگاہوں کو اپنی جانب ملتفت کرنے والا ہے، اسی طرح جمال باطن بھی ذہن ودماغ کو اسیر کرنے والا ثابت ہوا۔ ایک سے ایک عمدہ مضامین ومقالات اور اہل نظر علماء کے مطالعہ کے سلسلہ میں اپنے نوع بنوع کے تجربات! مختلف مکاتب فکر کے اہل قلم کی شمولیت نے دلچسپ قسم کا تنوع اور ہمہ گیریت پیدا کردی ہے ۔ ایک دو روز میں پوری کتاب نہ صرف پڑھ ڈالی بلکہ چاٹ ڈالی ۔

اداریہ کے بعد معاون مدیر بشارت نواز صاحب کا مضمون جو مطالعہ کے موضوع پر شائع ہونے والی کتابوں کے تعارف پر مشتمل ہے ، بہت معلوماتی ہے ، ۱۵ صفحات پر مشتمل اس مضمون سے اس موضوع پر لکھی جانے والی اکثر کتابوں سے آگاہی ہوجاتی ہے ، اس کے بعد میری نگاہ میں سب سے اہم مضمون مولانا عبدالمتین منیری کا ہے ، " مطالعہ کتب ، کیوں اور کس طرح " ہر طالب علم کو یہ مضمون بغور پڑھنا چاہئے اور کئی بار پڑھنا چاہئے اور اس کے مندرجات پر عمل کی کوشش کرنا چاہئے۔ مولانا نظام الدین صاحب نے مطالعہ کے طریقہ میں رجسٹر بناکر اس میں حاصل مطالعہ یا تاثرات لکھنے کا جو مشورہ دیا ہے ، وہ بہت صائب اور مفید ہے۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنے مضمون میں جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے بارے میں جو تجزیہ اور رائے پیش کی ہے وہ لائق مطالعہ ہے۔

مولانا شاہد صاحب سہارنپوری کے مضمون میں یہ بات بہت پسند آئی کہ " ایک بار انھوں

نے اپنے ایک مضمون میں خدمت حدیث کے سلسلہ میں مظاہر علوم کا تفوق دارالعلوم دیوبند پر ثابت کیا، جب وہ مضمون حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کو سنایا تو انھوں نے اس پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اسے مضمون سے نکلوادیا۔" مسابقت بلکہ منافست کے اس دور میں اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔

مولانا نور الحسن صاحب کاندھلوی کے مضمون سے بہت سی نادر ونایاب کتابوں کا پتہ چلتا ہے ، مولانا کا مضمون بہت تشنہ ہے ، کاش وہ کچھ اور تفصیل سے لکھتے تو معلومات کے بہت سے گوشے سامنے آتے ۔اس خاص نمبر کا سب سے طویل مضمون مفتی زید صاحب مظاہری کا ہے ، یہ مضمون ہمیں کتابوں کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ علوم تھانوی کی معرفت اور مضمون نگاری وتصنیف وتالیف کے طریقے سے بھی آگاہ کرتا ہے ۔ محمد متین خالد صاحب کے مضمون میں قادیانیت کے سلسلہ میں بڑی مفید معلومات ہیں ۔ مولانا بدرالحسن قاسمی مقیم کویت کا مضمون بڑا چشم کشا ہے ، مولانا نے کتابوں پر مختصر الفاظ جو تبصرے کئے ہیں وہ ہم طلبہ کے لئے بڑے کام کی چیز ہیں ، ان کے تجربات دوسروں کے لئے مشعل راہ ہیں ۔

مولانا ڈاکٹر محمد ادریس صاحب سندھی کا مضمون بھی بڑا دلچسپ معلوم ہوا، خصوصاً مخطوطات کے سلسلہ میں ۔ مولانا اختر امام عادل صاحب کا مضمون بھی بہت پسند آیا، واقعی جہد مسلسل ہی انسان کو بلند مقام تک پہنچاتی ہے ۔ مولانا فیصل بھٹکلی کا مضمون بڑا مفید اور معلوماتی ہے۔مفتی محمد جاوید قاسمی کے مضمون کو پڑھ کر ان کے غیر معمولی علمی شغف اور اسباق کی پابندی سے دل متاثر ہوا۔ "علمائے مظاہر کا ذوق مطالعہ " قاری کے ذوق مطالعہ کو مہمیز کرنے والا عمدہ مضمون ہے۔ اخیر کے تین مضامین " مطالعہ کے اصول وآداب" از

مولانا عبید اختر رحمانی۔ "مطالعہ کی اہمیت ، اصول اور طریقۂ کار " از مفتی عبید انور شاہ قیصر اور "بچوں میں مطالعہ کا ذوق کیسے پیدا کریں ؟ " از مولانا سراج الدین ندوی، خاصے کی چیز ہیں۔

اس مختصر سی تاثراتی تحریر میں کن کن خوبیوں کا ذکر کروں ، واقعی مولانا ابن الحسن عباسی اور ان کے معاون مولانا بشارت نواز صاحب لائق صد مبارکباد ہیں جن کی سعی وکاوش سے یہ مفید دستاویز وجود میں آئی جو ہزاروں شائقین مطالعہ کے لئے مشعل راہ بنے گی ۔ ہندوستان میں اس کی اس خوب تراشاعت پر مولانا بدرالاسلام قاسمی اور ان کے رفقاء لائق تحسین وتبریک ہیں، باری تعالیٰ ان سبھی حضرات کو اپنے شایان شان اجر عطا فرمائیں۔

والسلام
ضیاء الحق خیر آبادی
13 اکتوبر ۲۰۲۰ء 25 صفر ۱۴۴۲ھ

گمراہی کو واضح کرنا غلط ہے؟؟

بقلم :- مولانا محمد اجمل قاسمی

کسی فرد یا جماعت کے باطل و گمراہ کن عقائد و نظریات کی بنیاد پر کسی عالم یا ادارہ کی جانب سے جب اس کے گمراہ بدعتی یا کافر ہونے کا فتوی دیا جاتا ہے تو ایک شور سا برپا ہوتا ہے کافر گری اور امت میں انتشار برپا کرنے کا الزام دیا جاتا ہے حالانکہ کوئی شخص گمراہ بدعتی یا کافر خود اپنے عقائد وافکار کی بنیاد پر ہوتا ہے مفتی یا عالم یہ کرتا ہے کہ گمراہ بدعتی اور کافر شخص کا گمراہ بدعتی اور کافر ہونا واضح کردیتا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے ایک ڈاکٹر یا طبیب مریض کے حالات سن کر مریض کو اس کا مرض بتا دیتا ہے یہاں کوئی نہیں کہتا ڈاکٹر نے فلاں کو مریض بنادیا اور نہ ہی مرض بتانے کی وجہ سے ڈاکٹر سے نفرت کی جاتی ہے۔

مگر جب بات شریعت کی آتی ہے تو پڑھے لکھے لوگ بھی مفتیان کرام کو کافر اور گمراہ بنانے کا الزام دیتے ہیں۔

حضرت تھانوی کو وقت کے ایک دیدہ ور عالم و ادیب نے اپنے ایک مکتوب میں کچھ اسی طرح کی بات لکھی:

تو حضرت نے جواب میں فرمایا: کہ *" ہم کافر کو کافر بتاتے ہیں کافر بناتے نہیں "* یعنی آدمی کفریہ عقائد کو اختیار کرکے کافر خود بنتا ہے لیکن عام آدمی کو اس کا کافر ہونا معلوم نہیں ہوتا تو ایسے شخص کے عقائد و افکار کو دیکھ کر اس کافر کے بارے میں بتا دیتا ہے کہ یہ کافر ہے تاکہ عوام اس سے ہوشیار ہوجائیں۔

علماء کے اس طرح کے اقدام کو بہت سے لوگ اس لیے بھی ناپسند کرتے ہیں کہ اس سے مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوگا گروہی نفرت بڑھے گی اس لیے ایسے فتاوی امت مسلمہ کے اجتماعی مصالح کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل ترک ہیں۔

ایسا خیال رکھنے والے امت مسلمہ کے مخلص ہیں مگر ان کا یہ نظریہ غلط ہے فاسد عنصر کو جسم سے جدا کرنے کو کوئی بھی جسم کی بربادی نہیں کہتا پھر فاسد عناصر کو ملت کے جسم سے جدا کرنا ملت کی بربادی کیوں کر ہوسکتی ہے؟؟

اور اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ واقعتا یہ فتاوی مسلمانوں کے اجتماعی مصالح کے خلاف ہیں تب بھی گمراہ شخص کے گمراہ کن عقائد و تعلیمات کی تردید اور اس کا ابطال ضروری ہے اس لیے اگر ایسا نہ کیا گیا تو اسلام اور اسلامی تعلیمات کو خطرہ لاحق ہوجایائے گا غلط خیالات امت میں عام ہوں گے اور لوگ انہیں بدعات و خرافات کو اسلام سمجھنے لگیں گے بلاشبہ اسلام کا تحفظ مسلمانوں کے کچھ افراد اور گروہوں کے تحفظ سے اہم ہے اس لیے کی اسلام کی حفظ و بقا ہی مسلمانوں کی حفظ بقا کی ضامن ہے

لوگوں کے لحاظ میں ان کے غلط خیالات پر سکوت اختیار کرنا در حقیقت دین کی تحریف پر راضی ہونا اور اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کرنا ہے آج دوران مطالعہ فن حدیث کے حافظ و ناقد امام یحیی بن سعید قطان کا ایک ارشاد نظر سے گذرا امام ھمام کا ارشاد پڑھ کر آپ کی دینی غیرت سے طبیعت جھوم اٹھی آپ سے کہا گیا: *"آپ جن لوگوں پر جرح کرکے ان کی روایات کو ترک کر دیتے ہیں کیا آپ کو ڈر نہیں کہ قیامت میں اللہ کے حضور یہ تمھارے خلاف کھڑے ہوجائیں؟ آپ نے فرمایا: یہ لوگ میرے خلاف کھڑے ہوں مجھے پسند ہے بنسبت اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خلاف کھڑے

ہوں اور فرمائیں کہ تم نے میری احادیث سے جھوٹی باتوں کو دور کیوں نہیں کیا؟؟ " قيل ليحيى بن سعيد القطان اما تخشى ان يكون هؤلاء الذين تركت حديثهم خصمائك عند الله يوم القيامة؟ فقال: لان يكون هؤلاء خصمي أحب الي من أن يكون خصمي رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لم لم تذب الكذب عن حديثي "*(السنة ومكانتها للسباعي ص ١١٠)

کسی گمراہ شخص کی گمراہی کو واضح کرنا علماء و مفتیان کے لئے کوئی خوشگوار عمل نہیں مگر دین کے تحفظ کی خاطر دل پر جبر کر کے انھیں اس ناخوشگوار مگر ضروری فریضہ کو انجام دینا پڑتا ہے تاکہ اللہ کے حضور جواب دہ نہ ہونا پڑے۔

یہ درحقیقت ان کی شرعی ذمہ داری ہے حدیث پاک میں ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: *يحملُ هذا العلم من كل خَلف عُدولُه؛ ينفون عنه تحريف الغالين، وانتحال المبطلين، وتأويل الجاهلين.*

"رواه البيهقي وصحّحه الإمام أحمد وأخرجه التبريزي في (مشكاة المصابيح) 1/53 ".

"اِس عِلم کے حامل ہوتے رہیں گے ہر نئی نسل میں سے اُس کے معتدل ترین لوگ جو اس (علمِ دین) سے دفع کریں گے: غلوپسندوں کی تحریف کو، باطل پرستوں کی من گھڑت کو، اور جاہلوں کی تاویل (اسے نئے معانی پہنانے) کو۔" اللہ ہمیں فہم سلیم عطافرمائے آمین

منقبت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

بقلم :- حافظ عامر اعظمی العین

آندھی میں بھی چراغ جلایا حسین نے
کیسے جلا ؟ جلا کے دکھایا حسین نے

سرمایہء حیات کو اپنی لٹا دیا
لیکن خودی کو اپنی بچایا حسین نے

پیکر بنا تھا صبر کا نانا کا لاڈلا
ہونٹوں پہ حرف شکوہ نہ لایا حسین نے

اک ایک بوند خون کی راہ خدا میں دی
قیمت وفا کی ایسے چکا یا حسین نے

جنت کے طالبو کبھی پڑھ لو حسین کو
جنت کو کس طرح سے کمایا حسین نے

چہرے ہزار بگڑے سنورتے چلے گئے
دنیا کو آئینہ وہ دکھا یا حسین نے

عامر لکھے تھے درد جو تقدیر میں میاں
ہمت سے ان کو بڑھکے اٹھایا حسین نے

صبح نامے

بقلم :- ڈاکٹر محمد ارشد قاسمی

صبح نامہ نمبر 1 ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بہت سارے لوگ رات کو سوتے وقت جب مراقبہ کرتے ہونگے اور احتسابِ یوم کی بھٹی سے خود کو گزارتے ہونگے تو یقینی طور پر شوشل میڈیا پر ضیاعِ وقت کی بنا پر انھیں ضمیر کوستا ہوگا اور آیندہ صبح کے لئے وہ نیا لائحۂ عمل تیار کرتے ہونگے مگر افسوس یہ وہ میخانہ ہے جہاں بیشتر زاہدِ شب بیدار توبہ شکن واقع ہوتے ہیں خصوصا ہماری صبحیں جو امنگوں، حوصلوں کے نئے سورج کے ساتھ طلوع ہوتی ہیں ہمارا جسم جو میٹھی نیند کے بعد تازہ دم ہوتا ہے اور دماغ پوری طرح درست و چست و بیدار ہوتا ہے جب خالقِ حقیقی کی جانب طبیعت کا میلان اور اس سے کچھ مانگنے کے لئے آمادہ ہوتا ہے اور جو تلاوت ،اوراد و وظایف کے لئے موزوں ترین لمحات ہوتے ہیں وہ شوشل میڈیا کے بحرِ بے کنار میں اس طرح ڈوبتے چلے جاتے ہیں کہ ہم چاہ کر بھی اس سے نکل نہیں پاتے پھر وقت کی برف کیسے پگھلتی چلی جاتی ہے احساس بھی نہیں ہوتا ۔

حالانکہ ہم یہی تو سوچتے ہیں کہ ضروری پیغامات دیکھ لئے جائیں پھر آف کردینگے مگر۔۔۔۔۔۔۔ہوتا کیا ہے ۔۔۔۔۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم طے کرلیں کہ اپنی تلاوت ، اوراد و ظایف ، جسمانی ورزش اور ضروری کاموں سے فراغت سے قبل نیٹ آن نہیں کرینگے ؟

اور کیا اس پر عمل ممکن نہیں کہ انتہائی ضروری بات ہی صبح کے وقت پوسٹ کی جائینگی ؟
آیئے عزمِ مصمم کریں ان شاءاللہ اگلی صبح ہم سب کے لئے نویدِ مسرت اور پیغامِ عملِ پیہم ثابت ہو گی ۔

صبح نامہ نمبر 2 ۔

یہ سوچ کر کے موبایل اٹھا یا
کہ پڑھنے کو مل جائینگی اچھی باتیں
مگر پھر وہی دل جلوں کی کہانیاں
سلو میاں کی بے سروپالن ترا نیاں
اس پر بزرگوں کے لب خاموش ہیں
کٹولی کے چیلے بھٹکتی میں مدہوش ہیں
ہمارے لکھاری بہت پر جوش ہیں
ارے دوستو! کیوں نہ ایسا کریں ہم
ان عناوین کو کیوں نہ چلتا کریں ہم
آو سیرت پر خامہ فرسائی کر یں
آو تفسیر پر کچھ لب کشائی کریں
آو ذکرِ خدا سے دل آباد کرلیں
آو مشکِ نبی سے روح شاد کرلیں
غمِ امروز کرلیں فکرِ فردا کریں
اپنے احباب سے یہ تقاضا کریں

صبح نامہ نمبر 3۔

جب وسائل ختم ہوجاتیں جب اسباب کا دور دور تک پتہ نہ ہو جب ہمتیں جواب دے چکی ہوں جب باد مخالف امیدوں کا چراغ گل کرنے کے درپے ہو جب تلاطم خیز موجیں آخری تنکے کا سہارا بھی چھین لینا چاہتی ہوں جب خواب کے شرمندہ تعبیر ہونے کی کوئ شکل باقی نہ ہو.اس وقت ایک سہارا ایک امید ایک یقین آپ کے وجود کو طاقت بخشتا ہے آپ کے حوصلوں کو پروان چڑھا تا ہے آپ کو تازہ دم کرتا ہے جینے کا اور کامیاب ہونے کا حوصلہ عطا کرتا ہے .....وہ سہارا ہے تقدیر کا توکل علی اللہ کا ..ناکامیوں کے نقشے میں کامیابیوں سے ہمکنار کرنے والی ذات مطلق کا ....

صبح نامہ نمبر 4۔

مسئلہ ترجیحات کی تعیین کا ہے اگر ترجیحات طے نہیں ہونگی یا ان میں فرسٹ سکنڈ تھرڈ کی درجہ بندی نہیں کی جائیگی تو نہ منصوبہ بندی ہوسکے گی نہ عمل کی توفیق ملے گی اور نہ ہی نتائج برآمد ہونگے۔

کچھ ترجیحات کا تعلق انفرادی زندگی سے ہے مثلا تغذیہ ، صحت ، رہایش اور دیگر سامانِ تعیش اور کچھ ترجیحات اجتماعیت سے متعلق ہیں مثلا اتحاد ، سیاست

مگر دو ایسی چیزیں ہیں جو اولا تو انفرادی ہوتی ہیں لیکن انکے گہرے اثرات اجتماعی اور قومی زندگی پر براہِ راست پڑتے ہیں اور بڑے نتائج مرتب ہوتے ہیں وہ ہیں دین اور تعلیم اور گہرائ سے مطالعہ و تجزیہ کیا جائے تو یہی دوچیزیں ہماری کامیابی و کامرانی کا انحصار ہیں۔

خدا کرے جلد از جلد ہماری قوم میں یہ دونوں بنیادی چیزیں پہلی ترجیح بن جائیں۔

صبح نامہ نمبر 5 ۔

مخلص ہونے کے لئے صرف اتنا کافی نہیں کہ آپ ملاقات کے لئے حاضری دیتے رہیں اور گھنٹوں ٹکٹکی باندھے گھورتے رہیں یہ بھی ضروری ہے کہ آمد سے قبل غور کرلیں ۔

انکے آرام کا وقت تو نہیں

وہ کسی اہم کام میں مشغول تو نہیں

مجھ سے زیادہ کوئی مستحقِ ملاقات تو نہیں

جب میزبان کی نظریں بار بار دروازے کی طرف اٹھنے لگیں ، گھڑی کی تلاش ہونے لگے یا انگلیاں موبایل کے کی بورڈ سے کھیلنے لگیں بار بار " سب خیریت ہے نا " جیسے جملے کہے جانے لگیں تو آپ کو سمجھ لینا چاہئے کہ آپ کا وقت پورا ہوچکا ہے ۔

صبح نامہ نمبر 6 ۔

" تندرستی ہزار نعمت ہے " اس پر تو سب کا اتفاق ہے مگر اسلام کی جامعیت دیکھئے فطرتِ انسانی سے اسکی آشنائی دیکھئے اور بیقرار جسم وجان کی دلجوئی و تسکین کی ہمہ وقت سر و سامانی دیکھئے کہ وہ دیگر مذاہب کی طرح مرض کو مصیبت نہیں قرار دیتا بلکہ خالقِ کائنات سے جڑنے کا سبب قرار دیتا ہے اخروی منزل کویاددلاتا اور اسکی تیاری کا موقع فراہم کرتا ہے گناہوں سے معافی اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بناتا ہے بجائے جزع و فزع کے صبر و شکر کی تلقین کرتا ہے

کسی مومن کے لئے درجۂ کمال مقدر ہو اور اسکے ظاہری اسباب میسر نہ ہوں تو کسی بیماری مبتلا کر کے اس درجۂ کمال تک پہنچنے کی راہیں ہموار کرتا ہے دعا کی قبولیت کا موقع عطا کرتا

ہے زمانۂ صحت کے تمام معمولات کو حالتِ مرض میں بغیر بغیر انجام دیئے ثواب بخشتا ہے ۔الغرض یہ مذہب کہیں بھی ہمیں تنہا نہیں چھوڑتا بے آسرا و مایوس نہیں کرتا اللہ اس حکمت بھرے دین کی قدردانی کی توفیق بخشے آمین

صبح نامہ نمبر 7 ۔

دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جس نے ترقی کی منازل طے کی ہوں اور حالات و آزمایش

سے دوچار نہ ہوا ہو بلکہ یہ کہ لیا جائے رنگِ حنا پتھر پر گھسنے کے بعد ہی آتا ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں کون سی آزمایش ہے جس سے آپ دوچار نہ ہوئے ۔

اس لئے وہ تمام لوگ جنھوں نے یتیمی کا کرب سہا ہے اولاد و اعزہ اور غمگسار رفیقِ حیات کے فراق سے انکا دل چھلنی ہوا ہے طنزو تشنیع کے تیروں سے زخمی ہوئے ہیں جسمانی و روحانی تکلیفوں سے تڑپ رہے ہیں مادرِ وطن سے ہجرت کیا ہے تہمت و الزام کے صدمے سے دوچار ہوئے ہیں یہاں تک کی مقاطعہ و بائیکاٹ کا دکھ جھیل رہے ہوں

عسر و فاقہ سے سابقہ ہے ان سب کے لئے رسول اکرم کی زندگی میں تعزیت و تسلی ہے اشک شوئی و دلجوئی کا سامان ہے تڑپتے دل کے لئے قرار ہے اور ان حالات کے باوجود صبر و شکیبائی کا دامن تھامے رکھنا ایمان و یقین کی قندیل سے اعصاب کو مضبوطی فراہم کرنا ہی اسوۂ رسول ہے اور جنت کی بشارت ہے

صبح نامہ نمبر 8 ۔

"پاسبان علم وادب" علم وروایات کا امین گروپ ہے خصوصا اسلامی علوم کی ترویج ، تشخص دینی کے استقرار اور نئے پیش آمدہ مسایل کے حل کے لئے اصحاب علم وفن کی ایک جماعت مصروف کار رہی ہے ۔

امت مسلمہ ہندیہ آج جن مسایل سے دوچار ہے ملکی و بین الاقوامی سطح پر اسکو جس طرح کے سیاسی ، مذہبی، تہذیبی ، تعلیمی چیلینجز کا سامنا ہے اس کے لئے ضروری ہے علما ہند بروقت رھنمائ فرمائیں انھیں حوصلہ کی قوت عطاکریں ۔

قرآن کریم مکمل کتاب ہدایت ہے اور سیرت نبوی اسکی عملی تفسیر ۔گذشتہ چودہ سو سالوں میں سیرت پر جتنا کچھ لکھا گیا شاید ہی کسی موضوع کو اتنی پذیرائ حاصل ہوئ ہو اسکے باوجود سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعجاز ہے کہ جب بھی کسی غواص نے اس بحر محبت و عقیدت میں غوطہ لگایا علم و حکمت کے موتی سے مالامال ہوا فکر و عمل کے در وا ہوئے محبت و عرفان کے چشمے ابل پڑے اور قلب و دماغ کی دنیا بدل گئ ۔

تاریخ انسانی کی اس عظیم ہستی پر غور و فکر اور موجودہ حالات میں اس سے روشنی حاصل کرنے کے لئے پاسبان علم وادب کے زیر اہتمام یہ مسابقہ منعقد ہورہا ہے امید ہے ممبران جوش و خروش کے ساتھ اس میں حصہ لینگے اور اسے صرف مسابقہ نہ سمجھ کر سیرت کے ان پہلوؤں کو اجاگر کرینگے جن سے انسانیت کو رھنمائ حاصل ہو اور وہ خود بھی ثناخوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست میں اپنا نام نامی درج کراکر دارین کی سعادت حاصل کرسکیں ۔

ڈاکٹر ارشد قاسمی

پاسبان علم و ادب

یہ ہمارے اخلاقی زوال اور بد عملی کی سزا ہے

بقلم :- مولانا عبدالحمید نعمانی،

ہماری اخلاقی، نظریاتی، دینی اور تنظیمی و شخصی تفوق قائم کرنے کمزوریاں، مقاصد و نصب العین پر اس قدر حاوی ہو چکی ہیں کہ معاملہ شعائر کی بے حرمتی تک پہنچ چکا ہے، ایسی صورت حال کا مطلب یہ ہے کہ خالق قدیر مسلم امت کے اخلاقی زوال اور بد عملی کی سزا اسے اغیار کے ہاتھوں مقامات مقدسہ کی بے حرمتی اور ان کو چھوٹ دے کر دے، تاکہ امت مسلمہ اندر، باہر سے انتہائی اذیت کی شکل میں سزا بھگتے، صبح دفعتاً سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 7 سامنے آئی تو اس سے مذکورہ باتوں کی طرف ذہن گیا، آیت میں کہا گیا ہے" پھر جب آیا دوسری وعید کا وقت(تو تم پر مسلط کر دیا لوگوں کو) تاکہ وہ تمہارا حلیہ بگاڑ دیں اور داخل ہوں مسجد میں اسی طرح جس طرح پہلی بار اس میں داخل ہوئے تھے، اور تباہ کر دیں ہر اس چیز کو جس پر بھی بس چل جائے،،

اس کا نظارہ ہم بیت المقدس کی مسجد اقصی اور ملک میں بابری مسجد کی بے حرمتی و شہادت اور اس میں شامل افراد کی چھوٹ کی شکل میں کر رہے ہیں، اس وقت ہمیں 1969 میں شائع ،ڈاکٹر اسرار احمد کی ایک تحریر کا یہ جملہ یاد آ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ، مسلمان امتوں کو ان کی بد عملی اور بد کردار کی سزا، ان کے مقامات مقدسہ کی اغیار کے ہاتھوں بے حرمتی کی صورت میں بھی دیتے ہیں، اللہ رب العزت خیر و عافیت کا معاملہ کرے،

10/ 2/ 2020 عبدالحمید نعمانی،

کیوں کوئی آہ بر نہیں آتی

بقلم :- مولانا محمد رضوان اعظمی

کیوں کوئی آہ بر نہیں آتی
صبح ہوتی .. نظر نہیں آتی

روشنی ہے ابھی چراغوں میں
کوئی آندھی اُدھر نہیں آتی

کچھ اثر یوں ہوا .....دعاؤں کا
گھر کی آفت بھی گھر نہیں آتی

وجہِ تسکین تھی یہ تتلی ہی
وہ بھی اب بام پر نہیں آتی

اشک ہی ہے علاجِ دردِ دروں
اور صورت... نظر نہیں آتی

دل میں آتا ہے بس خیال اس کا
کچھ ہماری........... خبر نہیں آتی

زندگی خود ہی موت بن جاتی
موت مجھ کو اگر نہیں آتی